مرتبہ: پرکاش پنڈت



U- 97

ہجر و وصال



وعدۂ وصل، امیدِ وصل، تمنّا، تصوّر، انتظار اور پھر وصل
کے سرور انگیز لمحات !
ہجر کا درد، حسرت، غم اور یاد کی کاٹے سے نہ کٹنے
والی گھڑیاں،
یہ اور ہجر و وصال سے متعلق دیگر لطیف جذبات و احساسات
کو شعر کے سانچے میں ڈھال کر اُردو شاعروں نے انھیں
زندۂ جاوید کر دیا ہے۔
اس مجموعے میں اردو کے نئے پُرانے سبھی شاعروں کے
مندرجہ بالا موضوع پر ایسے منتخب اشعار پیش کئے گئے
ہیں جنہیں آپ گنگنانے اور ہمیشہ یاد رکھنے پر مجبور ہو جائینگے۔



ہند

پاکٹ

بکس

پرائیویٹ لمیٹڈ

جی۔ٹی۔ روڈ

شاہدرہ، دہلی ۳۲

(اکمال پریس۔ دہلی)

ہجر و وصال



مرتّبہ : پرکاش پنڈت



HIJRA-O-VISAL

POETRY

Ed PRAKASH PANDIT

قیمت ڈھائی روپے

ترتیب

انتظار

نہ کوئی وعدہ ، نہ کوئی یقیں ، نہ کوئی اُمید
مگر ہمیں تو ترا انتظار کرنا تھا

——— فراقؔ گورکھپوری

نہ تھی اُمید، نہ وعدے پہ اعتبار کیا
غضب ہے پھر بھی ترا ہم نے انتظار کیا

——— عبدالمجید سالکؔ

انجامِ انتظار نے اُمید توڑ دی
ہاں کچھ دنوں تو ہم بھی بہت شادماں رہے

——— آرزو لکھنوی

وہ آئے بھی تو بگولے کی طرح آئے گئے
چراغ بن کے جلے جن کے انتظار میں ہم

——— احمد ندیم قاسمی

آنے کے وقت تم تو کہیں کے کہیں رہے
اب آئے تم تو فائدہ، ہم ہی نہیں رہے

———— میر

دُعائے موت شبِ ہجر مانگتے ہیں ہم
کہ تابِ صبر نہیں، انتظار کیا دیکھیں

———— بہار الہ آبادی

فانی یقینِ وعدۂ فردا کو کیا کہوں
اب زندگی ہے نام فقط انتظار کا

———— فانی بدایونی

پیغامِ یاس بھیج نہ مجھ بے قرار تک
ہوں نیم جاں سو وہ بھی ترے انتظار تک

———— درد

وہ آ رہے ہیں، وہ آتے ہیں، آ رہے ہوں گے
شبِ فراق یہ کہہ کر گزار دی ہم نے

———— فیض احمد فیض

آرائشِ جمال میں تم ہو ابھی مگن
اور میں نے آسمان کے تارے بھی گن لئے

—— احمد ندیم قاسمی

یہ آدھی رات کو ان کا پیام آیا ہے
ہم آج آ نہیں سکتے، اب انتظار نہ کر

—— ریاض خیر آبادی

غضب کیا ترے وعدے پہ اعتبار کیا
تمام رات قیامت کا انتظار کیا

—— داغ دہلوی

مری نعش کے سہارے وہ کھڑے یہ کہہ رہے ہیں
اِسے نیند یوں نہ آتی، اگر انتظار ہوتا

—— صفی لکھنوی

اچھا ہوا کہ دردنے چونکا دیا مجھے
کچھ نیند آچلی تھی شبِ انتظار میں

—— خاموش غازیپوری

نزع میں بھی ذوق کو تیرا ہی بس ہے انتظار
جانب در دیکھ لے ہے جبکہ ہوش آجائے ہے

——— ذوق

آجاؤ کہ اب خلوتِ غم تخلوتِ غم ہے
اب دل کے دھڑکنے کی بھی آواز نہیں ہے

——— جگر

موت کا انتظار باقی ہے
آپ کا انتظار تھا نہ رہا

——— فانی بدایونی

یہ کہہ کہہ کے ہم دل کو بہلا رہے ہیں
وہ اب چل چکے ہیں، وہ اب آرہے ہیں

——— جگر

قتیل اب دل کی دھڑکن بن گئی ہے چاپ قدموں کی
کوئی میری طرف آتا ہوا محسوس ہوتا ہے

——— قتیل شفائی

ہے کس کا انتظار کہ خوابِ عدم سے بھی
ہر بار چونک پڑتے ہیں آوازِ پا کے ساتھ

———— مومن

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

———— غالب

کہیں وہ آکے مٹا دیں نہ انتظار کا لطف
کہیں قبول نہ ہو جائے التجا میری

———— حسرت موہانی

کچھ روز یہ بھی رنگ رہا انتظار کا
آنکھ اٹھ گئی جدھر بس اُدھر دیکھتے رہے

———— آثر لکھنوی

کیا حسرت سے رخصت صبح کے تاروں کو یہ کہہ کر
کہ جن کا شام سے تھا آسرا اب تک نہیں آئے

———— ریاض خیر آبادی

کب تک یہ روزِ حشر، اے شامِ انتظار
کیا رات اب نہ آئے گی سورج تو ڈھل گیا

——— شہاب جعفری

محبت انتظارِ دائمی کا نام ہے اے دل
کوئی آیا تو کیا ہوگا، نہیں آیا تو کیا ہوگا

——— خمار بارہ بنکوی

کہتے ہیں لوگ موت سے بدتر ہے انتظار
میری تمام عمر کٹی انتظار میں

——— مجاز

کوئی آیا نہ آئے گا لیکن
کیا کریں گر نہ انتظار کریں

——— فراق گورکھپوری

عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے، دو انتظار میں

——— بہادر شاہ ظفر

اے شمع تجھ پہ رات یہ بھاری ہے جس طرح
ہم نے تمام عمر گزاری ہے اِس طرح

——— ناطق لکھنوی

نزع آتے آتے قضا آگئی
مرض بڑھتے بڑھتے دَوا ہوگیا

——— راسخ

موت آنے تک نہ آئے، اب جو آئے ہو تو ہائے
زندگی مشکل ہی تھی، مرنا بھی مُشکل ہوگیا

——— فانی بدایونی

حد بھی کوئی انتظار کی ہے   اب چاندنی دُھوپ ہو چلی ہے

——— بسمل سعیدی

ہے کس کا انتظار کہاں دھیان ہے لگا
کیوں چونک چونک پڑتے ہیں آوازِ پا کے ساتھ

——— نظام رامپوری

○ شبِ ہجر

عشق کے قافلے تھے کاہکشاں ساتھ لئے
ہجر کی رات کچھ ان سے چراغاں تو رہا

—— صدیق حسن

ہجر کے سنولائے لمحوں میں آس بھی تنہا چھوڑ گئی
کس سے پوچھوں کون بتائے، رات ہوئی ہے کتنی کم

—— عارف عبدالمتین

بے ٹھکانے ہے دلِ غمگیں، ٹھکانے کی کہو
شامِ ہجراں دوستو، کچھ ان کے آنے کی کہو

—— فراق گورکھپوری

آپ کے ہجر نے طویل کیا
ورنہ چھوٹی سی رات کچھ بھی نہ تھی

—— رفیعہ شبنم عابدی

یونہی آنکھوں میں کٹیں، ہجر کی لمبی راتیں
تجھ سے روٹھے، ترے گیسو بھی سنوارے دل میں

جانے کیا بات ہے روشن ہے شبِ ہجر شہاب
اتنی رونق تو نہ ہوتی تھی ہمارے دل میں

——— شہاب جعفری

نہ مجھ سے پوچھ شبِ ہجر دل پہ کیا گزری
یہ دیکھ حال ہے کیا میرے غمگساروں کا

——— شہزاد احمد شہزاد

تاروں کا گو شمار میں آنا محال ہے
لیکن کسی کو نیند نہ آئے تو کیا کرے

——— افسر میرٹھی

ہجر کی شب کو بنانے میں بھی تھی اِک مصلحت
طول آخر چاہیئے تھا کچھ زمانے کے لئے

——— مرزا ہادی رُسوا

مِلے تو ساتھ سُلا لیں نصیبِ خفتہ کو
اکیلے ہجر کی شب نیند ہی نہیں آتی

——— سیماب اکبرآبادی

صبحِ محشر بھی دکھائی نہیں دیتی یارب
روزِ بد بھی تو نصیبِ شبِ ہجراں میں نہیں

—— سالک دہلوی

شبِ ہجر کی سیاہی نے چھپا دیئے ستارے
کچھ انھیں سے دل بہلتا، جو انھیں شمار کرتے

—— مرزا ہادی رسوا

چین سے آپ رہیں کچھ مری پروا نہ کریں
کیا شبِ ہجر بلا ہے جو مجھے کھالے گی

—— داغ

ہوتی نہیں ہے صبح نہ آتی ہے مجھ کو نیند
جس کو پکارتا ہوں وہ کہتا ہے مر کہیں

—— سودا

ظلم و جور اے شبِ ہجراں نہ ہوا تھا سو ہوا
خانۂ گور میں مہماں نہ ہوا تھا سو ہوا

—— واجد علی شاہ اختر

دونوں جہان تیری محبت میں ہار کے
وہ جا رہا ہے کوئی شبِ غم گزار کے

———— فیض احمد فیض

شبِ فراق مرے داغِ دل تو روشن ہیں
وہ چاند ڈوب گیا ہے تو کوئی بات نہیں

———— راز الٰہ آبادی

آنکھیں شبِ فراق میں کیوں ہو چلی ہیں بند
آتی ہے موت، نیند کا شاید بہانہ ہے

———— حسرت

خونِ اشکوں میں، تنفّس میں ہے شعلہ لرزاں
کتنی جاں سوز شبِ ہجر کی تنہائی ہے

———— مظہر ندیم

رات ویراں، کہکشاں حیراں، مہ و انجم اُداس
لو زمیں کی بات آخر آسماں تک آ گئی

———— زہرہ نگاہ

وہ جوشِ تنہائیٔ شبِ غم، وہ ہر طرف بیکسی کا عالم
کٹی ہے آنکھوں میں رات ساری تڑپ تڑپ کر سحر ہوئی ہے

——— صفی لکھنوی

شغلِ شبِ تنہائی کس سے کہیں ہم اپنا
دو چار گھڑی رو کر بہلاتے ہیں غم اپنا

——— مرزا ہوس

تڑپ تڑپ کے گزاری تمام رات نسیم
سحر ہوئی تو ستاروں نے ساتھ چھوڑ دیا

——— نسیم شاہجہانپوری

شبِ فرقت تو ہم نے جیسے تیسے کاٹ دی لیکن
سحر کو ڈوبنے والے ستارے ہم کو لے ڈوبے

——— ناز بریلوی

نمودِ صبح تک کیا جانے کیا کیا رنگ لائے گی
ابھی سے بے کسی چھائی ہے میری شامِ ہجراں پر

——— داغ

تنہائی کے نازک لمحوں میں کچھ تم ہی سے تعارف و بات کرو
تم نے تو وہ شب دیکھی ہوگی جس شب کی سحر ہو جاتی ہے

—— ماہر القادری

کیا تو شبِ فراق میں جیتا رہا فغاں
یاں تک گماں نہ تھا ترے صبر و قرار کا

—— فغاں

یوں گزرنے کو تو صدیاں بھی گزر جاتی ہیں
کوئی کس طرح ترے ہجر کی راتیں کاٹے

—— برجیم دار برٹنی

محبت میں شبِ تاریکِ ہجراں کون دیکھے گا
ہمیں دیکھیں گے یہ خوابِ پریشاں کون دیکھے گا

—— مخمور دہلوی

آئی شبِ فراق نہ پاس اپنے موت بھی
کمبخت آج وہ بھی کہیں جا کے مر گئی

—— حسرت موہانی

جشنِ شبِ فراق کوئی آکے دیکھ لے
بیٹھا ہوں آنسوؤں سے چراغاں کئے ہوئے

——— عنوان چشتی

اس دردِ شبِ ہجر کی لذت ہے پرانی
دینا ہے تو پھر درد نیا کیوں نہیں دیتے

——— مرتضیٰ برلاس

شامِ فراق کو نہ سحر ہو سکی نصیب
ملنے کو یوں تو مہرِ درخشاں بہت ملے

——— آثر

شامِ فراق جشنِ چراغاں سے کم نہیں
پلکوں پہ اشک انجمِ تاباں سے کم نہیں

——— منظور احمد منظور

یوں بھی کبھی کبھی بسر ہجر کی رات ہو گئی
جیسے کہ ان کے درد کی ان سے ہی بات ہو گئی

——— توفیق الحق حسرتیں

اے اجل اک دن تجھے آنا ہے ولے
آج آتی شبِ فرقت میں تو احساں ہوتا

——— مومن

شبِ غم کٹ تو جاتی ہے، مگر کٹتی ہے کٹ کٹ کر
سحر ہونے کو ہوتی ہے، مگر مشکل سے ہوتی ہے

——— امر چند قیس

داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی
اِک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

——— غالب

کچھ ایسی بھی گزری ہیں ترے ہجر میں راتیں
دل درد سے خالی ہو مگر نیند نہ آئے

——— فراق گورکھپوری

جھیل لیں گے ہجر کے مارے قیامت کا بھی دن
آج کی شب تو کٹے پھر کوئی دشواری نہیں

——— یاس یگانہ چنگیزی

معلوم تھیں مجھے تری مجبوریاں مگر
تیرے بغیر نیند نہ آئی تمام رات

——— قائل نقوی

ترے فراق کی راتیں کبھی نہ بھولیں گی
مزے ملے انہیں راتوں میں عمر بھر کے مجھے

——— ناصر کاظمی

شبِ فرقت کے جانے اور کتنے لمحے باقی ہیں
میں روزِ حشر تک دردِ جدائی سہہ نہیں سکتا

——— حسرت موہانی

ایک مدت سے مری صبحِ مسرت گم ہے
تو نے رستے میں کہیں لے شبِ غم دیکھی ہے

——— کلیم عاجز

ہجر کی شب ہو چکی روزِ قیامت سے دراز
دوش سے نیچے نہیں اترے ابھی گیسوئے دوست

——— آتش

کب سے شبِ فراق میں، مشتاق دید کا
خورشید ہو گیا ہے مجھے، چاند عید کا

—— داغ

اللہ رے شامِ غم مرے دل کی شکستگی
تاروں کا ٹوٹنا بھی مجھے ناگوار تھا

—— سیماب اکبر آبادی

یہ مت پوچھ کہ کٹی رات کیونکر تم بغیر
اس گفتگو سے فائدہ، پیارے گزر گئی

—— سودا

کیا کہوں طولِ شبِ غم، پل میں صدیاں ڈھل گئیں
وقت یوں گزرا کہ جیسے آبلے ہوں پاؤں میں

—— فارغ بخاری

شبِ غم کی تیرگی میں مری آہ کے شرارے
کبھی بن گئے ہیں آنسو، کبھی بن گئے ہیں تارے

—— شکیل بدایونی

کب تک میں آنسوؤں سے شبِ غم کو نور دوں
کیا جانے کتنی دیر نمودِ سحر میں ہے

خاور ———

کہیں نہ تم سے تو پھر اور جا کے کس سے کہیں
سیاہ زُلف کے سایو! بڑی اُداس ہے رات

فراقؔ گورکھپوری ———

سو بھی جا اے دلِ مجروح بہت رات گئی
اب تو رہ رہ کے ستاروں کو بھی نیند آتی ہے

عدمؔ ———

تو کہاں جائے گی کچھ اپنا ٹھکانا کر لے
ہم تو کل خوابِ عدم میں شبِ ہجراں ہونگے

مومنؔ ———

خواب ہی میں نظر آتا وہ شبِ ہجر کہیں
سو مجھے حسرتِ دیدار نے سونے نہ دیا

ناسخؔ

اب تو اک خواب سے ہیں دورِ طرب کے قصے
غم کے افسانے ہی دُہراؤ کہ کچھ رات کٹے

فراق ——————

شبِ فراق میں اِک دم نہیں قرار آیا
خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری

آتش ——————

کہاں تمہاری تمنّا، کہاں سحر کا خیال
مریضِ ہجر ستاروں کا ساتھ دے نہ سکا

باقی صدیقی ——————

اے حُسن ہم کو ہجر کی راتوں کا خوف کیا
تیرا خیال جاگے گا سویا کریں گے ہم

جذبی ——————

بہت دنوں میں محبّت کو ہو سکا معلوم
جو تیرے ہجر میں گزری وہ رات رات ہوئی

فراق ——————

ہم کو تو انتظارِ سحر بھی قبول ہے
لیکن شبِ فراق ترا کیا اصول ہے

——— قتیل شفائی

محبت آنکھ جھپکاتی ہے پلکیں غم کی ماری ہیں
بہت جاگا ہوں اے شامِ فراق اب نیند آتی ہے

——— فراق گورکھپوری

تھی یوں تو شامِ ہجر مگر پچھلی رات کو
وہ درد اٹھا فراقؔ کہ میں مسکرا دیا

——— فراق

دینے کیا کیا ہیں دلاسے شبِ فرقت ہیں ہم
دلِ بیمار کو ہیں، اور دلِ بیمار ہمیں

——— محمد حسین آزاد

شبِ فراق، ذکرِ جوانی میں کٹ گئی
کیا رات تھی کہ ایک کہانی میں کٹ گئی

——— عزیز لکھنوی

شبِ فرقت میں کیا کیا سانپ لہراتے ہیں سینے پر
تمہاری کاکلِ پیچاں کو جب ہم یاد کرتے ہیں

آتش ـــــــــــ

نہ مرتے ہیں، نہ نیند آتی ہے، نہ صورت بسر ہوتی ہے
یہ جیتے جاگتے ہم پر قیامت سب گزرتی ہے

میر درد ـــــــــــ

ہجر کی شب نالۂ دل وہ صدا دینے لگے
سننے والے رات کٹنے کی دعا دینے لگے

ثاقب لکھنوی ـــــــــــ

تڑپتا ہے شبِ غم یوں کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا
بتا اے نامرادی کونسی باتیں کروں دل سے

ثاقب لکھنوی ـــــــــــ

اور کچھ دیر نہ گزرے شبِ فرقت سے کہو
دل بھی کم دکھتا ہے، وہ یاد بھی کم آتے ہیں

فیض احمد فیض ـــــــــــ

رات بھر دیدۂ نمناک میں لہراتے رہے
سانس کی طرح سے آپ آتے رہے، جاتے رہے

—— مخدوم

شبِ انتظار کی کشمکش، یہ نہ پوچھ کیسے سحر ہوئی
کبھی اک چراغ جلا دیا، کبھی اِک چراغ بجھا دیا

—— مجروح سلطانپوری

کہوں کس سے میں کہ کیا ہے، شبِ غم بُری بلا ہے
مجھے کیا برا تھا مرنا، اگر ایک بار ہوتا

—— غالب

فرقت کی رات روزِ قیامت سے کم نہیں
اے دوست بار بار خدا یاد آگیا

—— عبدالقیوم عظمت

مرے دل سے کوئی پوچھے شبِ فرقت کی بے تابی
یہی فریاد تھی لب پر کہ یارب جلد دم نکلے

—— داغ

زندگی کس طرح کٹے گی سیف ــــ رات کٹتی نظر نہیں آتی

ــــــ سیف الدین سیف

نکہتِ زُلفِ پریشاں، داستانِ شامِ غم
صبح ہونے تک اِسی انداز کی باتیں کرو

ــــــ فراق

وہی رات میری، وہی رات اُن کی
کہیں بڑھ گئی ہے، کہیں گھٹ گئی ہے

ــــــ ثاقب لکھنوی

سرہانے میرؔ کے آہستہ بولو ــــ ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

ــــــ میر تقی میر

شبِ غم کس آرام سے سو گئے ہیں
فسانہ تری یاد کا کہتے کہتے

ــــــ حسرت

آدھی سے زیادہ شبِ غم کاٹ چکا ہوں
اب بھی اگر آ جاؤ تو یہ رات بڑی ہے

ــــــ ثاقب لکھنوی

پچھلے پہر کے چاند ستاروں سے پوچھ لو
کیا کیا نہ دُکھ دیئے ہیں شبِ انتظار نے

_____ افضل

بے خبر انجمنِ ناز میں سونے والے
رات بھر تجھ کو پُکارا مری تنہائی نے

_____ فراقؔ گورکھپوری

ملیں نہ لذّتیں غم کی تو زندگی کیا ہے
مجھے رہینِ شبِ انتظار رہنے دے

_____ مظہر ندیم

کیوں مُسکرا رہے ہیں ستارے فلک پہ آج
کیا اب سحر نہ ہوگی شبِ انتظار کی

_____ فصاحت دہلوی

یہی ہے مختصر حالِ شبِ غم
خدا نے دن بڑھایا رات کم کی

_____ میر تقی میرؔ

میری تڑپ کو دیکھ کے ایسی ہے بیقرار
مشتاقِ صبح خود ہے شبِ انتظار آج

——— امیر مینائی

ہجر کی رات کاٹنے والے کیا کرے گا اگر سحر نہ ہوئی

——— عزیز لکھنوی

چمکے گا اب نہ داغ دلِ داغدار کا
لو بجھ گیا چراغ شبِ انتظار کا

——— ریاض خیر آبادی

ہم شبِ ہجر میں جب سوتی ہے ساری دنیا
ذکر کرتے ہیں ترا چھٹکے ہوئے تاروں سے

——— فراق گورکھپوری

باقی ہے ابھی چار پہر رات کا جھگڑا
اے شمع شبِ ہجر مرا ساتھ دیئے جا

——— نوح ناروی

کون دیتا ساتھ غم کی رات کا شمع بھی آخر بھڑک کر رہ گئی

——— ماہر القادری

شب کا یہ حال ہے کہ تری یاد کے سوا
دل کو کسی خیال سے راحت نہ ہو سکی

——— حسرت

مجھ میں اور شمع میں ہوتی تھیں یہ باتیں شب بھر
آج کی رات بجھیں گے تو سحر دیکھیں گے

——— میر فصاحت

یارب شب ہجراں میں اتنا تو کیا ہوتا
جو ہاتھ جگر پر ہے وہ دست دعا ہوتا

——— چراغ حسن حسرت

معلوم تھیں مجھے تری مجبوریاں مگر
تیرے بغیر نیند نہ آئی تمام رات

——— ماٸل نقوی

تم آئے ہو، نہ شب انتظار گزری ہے
تلاش میں ہے سحر بار بار گزری ہے

——— فیض احمد فیض

کھل گیا میری زندگی کا راز　　اے شبِ ہجر تیری عمر دراز

——— فانی بدایونی

آج آنکھوں میں کاٹ دے شبِ ہجر

زندگانی پڑی ہے سو لینا

——— فراق گورکھپوری

دل نا اُمید تو نہیں ناکام ہی تو ہے

لمبی ہے غم کی شام مگر شام ہی تو ہے

——— فیض احمد فیض

تمام عمر یونہی رتجگوں سے کیا حاصل

انھیں بھلائیں ذرا نیند کو بلائیں بھی

——— کشور ناہید

جو ہم پہ گزری سو گزری مگر شبِ ہجراں

ہمارے اشک تری عاقبت سنوار چلے

——— فیض احمد فیض

زبانِ شمع میں نے کاٹ لی ہے بدگماں ہو کر

کہ رازِ افشاں نہ کر دے صبح کو شمعِ سحر میرا

——— راسخ

ہمدم کہاں سے لائے گی مجھ سا، شبِ فراق
روتی ہے مجھ کو جان سے بیزار دیکھ کر

—————— راسخ

ہیں لکھی آنکھوں میں جعفر رات کی بیداریاں
خواب اگر دن کو نظر آتے ہیں، آنے دیجئے

—————— جعفر شیرازی

دلِ بیتاب کو یہ کہہ کے سنبھالا شبِ غم
ٹھہر اب صبح کے آثار نظر آتے ہیں

—————— راسخ

شبِ فراق سے آگے ہے آج میری نظر
کہ کٹ ہی جائیگی یہ شامِ بے سحر پھر بھی

—————— فراق گورکھپوری

شرکتِ غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری
غیر کی ہو کے رہے یا شبِ فرقت میری

—————— داغ

○ ہجر

تم بہرِ عیادت آئے ہو، آئی ہے اجل بھی بالیں پر
دیکھیں تو مریضِ ہجراں کو، اِن دونوں میں اچھا کون کرے

—— تحریر کابری

ایک فردوسِ تصور، اِک گلستانِ خیال
ہجر کی تنہائیاں بھی ہوتی ہیں کتنی حسیں

—— صدیق حسن

کہوں کیا دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالب
کہ بیتابی سے ہر اِک تارِ بستر، خارِ بستر ہے

—— غالب

سوزشِ ہجر نے بخشی ہے ہمیں عمرِ دوام
ہو گئے خاک تو خورشید میں ڈھل جائینگے

—— مہر سلطانہ

ہجر میں پاس نہ ہے زہر نہ خنجر افسوس
نہ دیئے موت کے بھی چرخ نے اسباب مجھے

——— میر حسین تسکین

قرار اس شعلہ رُو کے ہجر میں کیا خاک پاتا ہوں
نظر آتی ہے اِک آتش جدھر کو آنکھ اُٹھاتا ہوں

——— جرأت

ہجر ہے اور میں بقیدِ حیات
بخش دے اے خدا! یہ میرا گناہ

——— جوش ملیح آبادی

ہجر میں جینا اگر مشکل ہے، اچھا یوں سہی
جان دے دینگے یہ آسانی تو اس مشکل میں ہے

——— مرزا ہادی رسوا

نگاہِ یار کچھ ایسی پھری ہجراں نصیبوں سے
کہ اب تو جس کا جی چاہے، وہی غم خوار ہو جائے

——— فراق

کاٹنے دے مجھے کچھ ہجر کی گھڑیاں اے موت
ابھی کرنے ہیں کئی کارِ نمایاں مجھ کو

—— اکمل جالندھری

کہوں گا یار سے میں صاف صاف حشر کے دن
کہ مجھ سے ہجر میں جو کچھ ہوا، وہ تو نے کیا

—— بیتاب عظیم آبادی

داغِ کم حوصلگی دل کو گوارا نہ ہوا
ورنہ کچھ ہجر میں دشوار نہ تھا مر جانا

—— بیخود بدایونی

ظلم سہہ کر تڑپنا اور رونا ہجر میں
اس محبتِ پر فن پہ آخر کس لئے مائل ہے دل

—— پیکاں چاندپوری

تنہائیِ فراق کا عالم نہ پوچھیئے
گویا کسی کے سوگ میں عالم خموش تھا

—— تاغر نظام آبادی

سکونِ قلب فرقت میں کسی پہلو نہیں آیا
تصور بھی کیا، تصویر بھی پیشِ نظر رکھی

——— نظر برنی

یہ پاسِ دل جسے اپنے لبوں سے بھی چھپایا تھا
مرا وہ راز تیرے ہجر نے پہنچا دیا سب تک

——— قتیل شفائی

نبضِ دل ڈوب گئی ہجر میں روتے روتے
اور کیا چاہیے ہو نوح کا طوفاں ہونا

——— ثاقب

وہ پوچھتے ہیں ہجر میں ہے اضطراب کیا
حیراں ہوں کہ دوں انھیں اس کا جواب کیا

——— ثانی

آئی ہو گی کسی کو ہجر میں موت
مجھ کو تو نیند بھی نہیں آتی

——— اکبر الہ آبادی

اب دَورِ آسماں ہے نہ دَورِ حیات ہے
اے دردِ ہجر تُو ہی بتا کتنی رات ہے

——— فراقؔ

ستارے طنز کرتے ہیں، شگوفے مسکراتے ہیں
سبھی رہتے ہیں مجھ پہ خندہ زن جب تم نہیں ہوتے

——— شمیم کرہانی

ان آنسوؤں کی عمر الٰہی دراز ہو
یہ آ گئے تو ہجر میں کچھ دل بہل گیا

——— طاہر

مری زندگی تو گزری ترے ہجر کے سہارے
مری موت کو بھی پیارے کوئی چاہیئے بہانہ

——— جگر مرادآبادی

مانگا کریں گے اب سے دعا ہجرِ یار کی
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

——— مومن

کچھ اور پھیل گئیں درد کی کٹھن راہیں
غمِ فراق کے مارے جدھر سے گزرے ہیں

—— صوفی تبسم

ہم نے مر کر ہجر میں پائی شفا
ایسے اچھے کا وہ ماتم کیا کریں

—— داغ

صبح سے چپ ہیں ترے ہجر نصیب
ہائے کیا ہوگا اگر رات آئی

—— ناصر کاظمی

کہہ دو یہ کوہکن سے کہ مرنا نہیں کمال
مر مر کے ہجرِ یار میں جینا کمال ہے

—— جلیل مانکپوری

میری حالت تری فرقت میں سنبھل جائیگی
کیا یہ دنیا ہے کہ دو دن میں بدل جائیگی

—— جوش ملیح آبادی

ان کی دوری کا بھی احسان ہے مری سانسوں پر
مجھ سے اس طرح وہ بچھڑے کہ نگہبان بنے

——— شاذ تمکنت

کیا سُنانے ہو کہ ہے ہجر میں جینا مشکل
تم سے بے رحم پہ مرنے سے تو آساں ہوگا

——— مومن

آج تو دردِ ہجر بھی کم ہے   آج تو کوئی آیا ہوتا

——— فراق

کتنے درد چمک اُٹھتے ہیں فرقت کے سناٹے میں
رات رات بھر جاگ کے ہم نے خود یہ زخم اُٹھائے تھے

——— نور بجنوری

تم پاس نہیں ہو تو عجب حال ہے دل کا
یوں جیسے میں کچھ رکھ کے کہیں بھول گئی ہوں

——— آدا جعفری

تم آ گئے تو شبِ غم کے پونچھ گئے آنسو
یہاں نہ تھا کوئی دل تھا ابھی یہاں سے نہ جاؤ

فراق

اور تو کوئی بس نہ چلے گا ہجر کے درد کے ماروں کا
صبح کا ہونا دوبھر کر دیں، رستہ روک ستاروں کا

——— ابن انشا

غموں کے آسرے پر ہجر میں تھی زندگی ثاقب
خلش بڑھتی جو یہ کانٹے نکلتے دامنِ دل سے

——— ثاقب لکھنوی

ایسے لمحے بھی گزارے ہیں تری فرقت میں
جب تری یاد بھی اس دل پہ گراں گزری ہے

——— سیف الدین سیف

الٰہی زندگی کیا موت کیا بیمارِ ہجراں کی
پریشاں خواب وہ تعبیر یہ خوابِ پریشاں کی

——— منعم لکھنوی

اب کیوں فکر رہے گا مجھے ہجرِ یار کا
بیتابیوں سے لطف اُٹھانے لگا ہوں میں

——— ہادی مچھلی شہری

بے تمہارے میں جی گیا اب تک
تم کو کیا خود مجھے یقین نہیں

نامعلوم ——————

یوں زندگی گزار رہا ہوں ترے بغیر
جیسے کوئی گناہ کئے جا رہا ہوں میں

جگر مرادآبادی ——————

ترے بغیر کسی چیز کی کمی تو نہیں
ترے بغیر طبیعت اُداس رہتی ہے

عدم ——————

جلتا رہا فراق میں اور روشنی نہیں
دل بُجھ گیا ہے حسرت وارماں کے ساتھ ساتھ

خضر برنی ——————

پھر حالِ دل قرار سے بیزار ہو چکا
جینا فراقِ یار میں دُشوار ہو چکا

حسرت ——————

دل کے تئیں آتشِ ہجر سے بچایا نہ گیا
گھر جلا سامنے اور ہم سے بجھایا نہ گیا

——— میر

دل دے دیا صفی مگر اس کی خبر نہ تھی
پینا پڑے گا ہجر میں خونِ جگر مجھے

——— صفی لکھنوی

وجہِ تسکیں ہو گیا فرقت میں آخر اضطراب
اب تڑپنے کی نہیں طاقت، بڑی راحت میں ہوں

——— داغ

ہجر میں پہلی نگاہ کا ذکر　　کب یاد آئی کب کی بات

——— فراق

کیوں ہجر کے شکوے کرتا ہے، کیوں درد کے رونے روتا ہے
اب عشق کیا تو صبر بھی کر، اس میں تو یہی کچھ ہوتا ہے

——— حفیظ جالندھری

تم نہ آئے تو کیا سحر نہ ہوئی　　ہاں مگر چین سے بسر نہ ہوئی

نامعلوم

رات کم ہے نہ چھیڑ ہجر کی بات　　یہ بڑی داستان ہے پیارے

——— حفیظ جالندھری

دن رات کی یہ بے چینی ہے، یہ آٹھ پہر کا رونا ہے
آثار برے ہیں فرقت میں معلوم نہیں کیا ہونا ہے

——— اکبر الہ آبادی

کیا ہی ستم ظریف ہے وہ شوخ چشم بھی
یہ پوچھتا ہے ہجر میں "تکلیف کیا ہوئی"

——— احسن مارہروی

ہر چند کہ فرقت میں تری زہر ہے جینا
کچھ قہر ہے ایسا کہ جیئے بن رہا نہ جائے

——— شان الحق حقی

کیسے اس ہجر کی بستی میں گزارا ہوگا
پانی اچھا ہے یہاں کا، نہ ہوا اچھی ہے

——— احمد مشتاق

اگر تو اتفاقاً مل بھی جائے　　تری فرقت کے صدمے کم نہ ہونگے

——— حفیظ ہوشیارپوری

جس رنگ میں چاہا تجھے اس رنگ میں دیکھا
لمحے تری فرقت کے طربناک بہت ہیں

______ عطاء الرحمٰن جمیل

چھوٹ جائیں گے مصیبت سے اب انشاء اللہ
ہجر میں موت کے آثار نظر آتے ہیں

______ راسخ

اندر سے ٹوٹ پھوٹ گیا ہوگا ہجر میں
لکھنے کو لکھ دیا ہے کہ وہ غمزدہ نہیں

______ فضیل جعفری

تصویر تری دیکھ کے رونا وہ ہجر میں
رونے کے بعد پھر تری تصویر دیکھنا

______ جگر مرادآبادی

تنہائیٔ فراق سے گھبرا رہا ہوں میں
میرے لئے سکوں بھی قیامت ہے آجکل

______ شکیل بدایونی

○ اُمیدِ وصال

یاس کی بستی میں اِک چھوٹی سی اُمیدِ وصال
اجنبی کی طرح پھرتی ہے وہ گھبرائی ہوئی

——— حفیظ جالندھری

سایہ ہے زندگی پہ وہ یاس و اُمید کا
ہر شب شبِ دراز بھی ہے مختصر بھی ہے

——— جذبی

ہر بار یاس، ہجر میں، دل کی ہوئی شریک
ہر مرتبہ اُمید نے دھوکا دیا مجھے

——— جگر

شب کے جاگے ہوئے تاروں کو بھی نیند آنے لگی
آپ کے آنے کی اِک آس تھی سو جانے لگی

——— مخدوم

اُمیدِ وصل نے دھوکے دیئے ہیں اِس قدر حسرتؔ
کہ اس کافر کی 'ہاں' بھی اب 'نہیں' معلوم ہوتی ہے

—— چراغ حسن حسرتؔ

بیقراری تھی سب اُمیدِ ملاقات کے ساتھ
اب وہ اگلی سی درازیِ شبِ ہجراں میں نہیں

—— حالیؔ

ٹوٹے چمک چمک کے ستارے اُمید کے
اِک خواب تھا کہ تا بہ سحر دیکھتے رہے

—— آخترؔ لکھنوی

تِری اُمید پہ جینے سے حاصل کچھ نہیں لیکن
اگر یُوں بھی نہ دل کو آسرا دیتے تو کیا ہوتا

—— جذبیؔ

تسلّی کا باعث تھی اُمیدِ وصل
مگر اب تو انکار سا ہو گیا

—— راسخؔ

دیر لگی آنے میں تم کو شکر ہے پھر بھی آئے تو
آس نے دل کا ساتھ نہ چھوڑا ویسے ہم گھبرائے تو

——— عندلیب شادانی

دل کی خلش، اُمید کی ناکامیاں نہ پُوچھ
آہ و فغاں میں لُطف نہ صبر و قرار میں

——— راسخ

تم ایسے کون خدا ہو کہ عمر بھر تم سے
اُمید بھی نہ رکھوں نا اُمید بھی نہ رہوں

——— حالی

دیئے جلائے اُمیدوں کے دل کے گرد بہت
کسی طرف سے نہ اس گھر میں روشنی آئی

——— طاہرہ سلطانہ مخفی

○ آرزُو

خیالِ وصل کو اب آرزو جھُولے جھُلاتی ہے
قریب آنا دلِ مایوس کے پھر دُور ہو جانا

——— شادؔ عظیم آبادی

تمنّائے وصالِ یار ہے تفریحِ روحانی
جو قابو ہو تو اپنی جان و دل تم پر فدا کر دوں

——— محمد احسن محوؔی لکھنوی

گر آرزُوئے وصل نے بیمار کیا تو
پرہیز کریں گے پہ مداوا نہ کریں گے

——— مومن

میں اور تم سے وصل کی خواہش خفا نہ ہو
اِک بات بے خودی میں زباں سے نکل گئی

——— ہجر شاہجہانپوری

کافر ہو اگر وصل کا ارمان ہو دل میں
مجھ کو تو فقط دیکھنی تھی بات کسی کی

——— بیخود دہلوی

وصل کی بنتی ہیں ان باتوں سے تدبیریں کہیں
آرزوؤں سے پھرا کرتی ہیں تقدیریں کہیں

——— حسرت موہانی

شاد کامِ آرزو ہو کر تمنّا مٹ گئی
کامیابی کا مزا تھا کچھ دلِ ناکام تک

——— اکبر حیدری

پہلے کچھ اور تھے ارمان مریضِ غم کے
اب تو بس ایک تمنّا ہے کہ آرام نہ ہو

——— عندلیب شادانی

تجھ سے ملے نہ تھے تو کوئی آرزو نہ تھی
دیکھا تجھے تو تیرے طلبگار ہو گئے

——— ضیا اکبر آبادی

کس درجہ دل شکن تھے محبت کے حادثے
ہم زندگی میں پھر کوئی ارماں نہ کر سکے

ــــــــ ساحر لدھیانوی

آرزو تیری برقرار رہے   دل کا کیا ہے رہا رہا نہ رہا

ــــــــ حسرت موہانی

سی لئے تھے لب تو اُن کے رُوبرو ہم نے مگر
خامشی نے بڑھ کے اظہارِ تمنّا کر دیا

ــــــــ معین کوثر

دلِ ویراں میں ارمانوں کی بستی تو بسا تا ہوں
مجھے اُمید ہے ہر آرزو غم ساتھ لائے گی

ــــــــ جلیل

باقی ابھی ہے ترکِ تمنّا کی آرزو
کیوں کر کہوں کہ کوئی تمنّا نہیں مجھے

ــــــــ اسیر لکھنوی

دل کی حالت کی طرف کس کی نظر جاتی ہے
عشق کی عمر تمنّا میں گزر جاتی ہے

ــــــــ فیاض گوالیاری

زندگی آ تجھے قاتل کے حوالے کر دوں
مجھ سے اب خونِ تمنّا نہیں دیکھا جاتا

——— شکیل بدایونی

مجھ کو یہ آرزو، وہ اُٹھائیں نقاب خود
اُن کو یہ انتظار تقاضا کرے کوئی

——— مجاز

یاس و اُمید سے کام نہ نکلا، دل کی تمنّا دل میں رہی
ترکِ تمنّا کر نہ سکے، اظہارِ تمنّا ہو نہ سکا

——— فانی

مجھ کو یہ پاسِ ضبط کہ لب کھولنا گناہ
ان کو یہ آرزو کہ کوئی التجا کرے

——— طالب باغپتی

کل اُن کے آگے شرحِ تمنّا کی آرزو
اتنی بڑھی کہ نطق کو بیکار کر دیا

——— جوش

کوئی مجھے بتائے کیا دوں جواب اُن کو
وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کیوں میری آرزو کی

——— شکیل بدایونی

مجھے قربِ آستاں سے غمِ آستاں گوارا
کہ جو آرزو ہے دل میں، وہ کہیں نکل نہ جائے

——— انور مرزا پوری

رہی نہ طاقتِ گفتار اور اگر ہو بھی
تو کس اُمید پہ کہیئے کہ آرزو کیا ہے

——— غالب

اشکِ غم چشمِ تمنّا سے بہا دیتے ہیں
شام ہوتے ہی چراغاں کو جلا دیتے ہیں

——— زہرہ

صدمۂ ہجر سے کمبخت نہ گزرے جب تک
آرزوِ وصل کی محکم نہیں ہونے پاتی

——— بسمل سعیدی

نہ کرائے یاس یوں برباد میرے خانۂ دل کو
اِسی گھر میں جلایا ہے چراغِ آرزو برسوں

——— امیر مینائی

غیر سے سرگوشیاں کر لیجیئے پھر ہم بھی کچھ
آرزو ہائے دلِ درد آشنا کہنے کو ہیں

——— مومن

یاس کی تاریکیوں میں ڈوب جانے دے مجھے
اب میں شمعِ آرزو کی لو بڑھا سکتا نہیں

——— ساحر لدھیانوی

بولے وہ میرا ہاتھ ڈوپٹے سے باندھ کے
اب بھی دُعائے وصل کرو گے اُٹھا کے ہاتھ

——— نظام رامپوری

جو تمنّا دل میں تھی، وہ دل میں گھُٹ کر رہ گئی
اس نے پوچھا بھی نہیں ہم نے بتایا بھی نہیں

——— سراج لکھنوی

اِک تیری تمنّا نے کچھ ایسا نوازا ہے
مانگی ہی نہیں جاتی اب کوئی دعا ہم سے

——— اعجاز کاسٹوی

کیا خبر تھی کہ کبھی تیری تمنّا اے دوست
اشک بن کر مری پلکوں پہ اُبھر آئے گی

——— کیفی

ان سے ملنے کی آرزو میں عدم　　　اپنے نزدیک آ رہا ہوں میں

——— عدم

وصل اس کا خدا نصیب کرے　　　میرؔ جی چاہتا ہے کیا کیا کچھ

——— میر تقی میرؔ

رات کے وقت مے پیئے ساتھ رقیب کو لئے
آئے وہ یوں خدا کرے، پر نہ خدا کرے کہ یوں

——— غالب

ابھی تو آئے ہو دیکھا نہیں ہے جی بھر کے
یہ آرزو ہے کہ اُٹھ کر ابھی یہاں سے نہ جاؤ

——— فراق

اِک آرزو تھی، اپنی جگہ مستقل رہی
جب وہ قریب آئے تو ہم دُور ہو گئے

——— خضر برنی

یہ آرزو بھی بڑی چیز ہے مگر ہمدم
وصالِ یار فقط آرزو کی بات نہیں

——— فیض احمد فیض

کہاں کا وصل، کیسی آرزو، اے دل وہ کہتے ہیں
نہ میں حسرت کروں پوری، نہ تو ارمان پیدا کر

——— نامعلوم

اِک روز اس طرح بھی میرے بازوؤں میں آ
میرے ادب کو، تیری حیا کی خبر نہ ہو

——— احمد ندیم قاسمی

زندگی کو بے نیازِ آرزو کرنا پڑا
آہ کِن آنکھوں سے انجامِ تمنّا دیکھتے

——— ساحر لدھیانوی

ہر اک داغِ تمنّا کو کلیجے سے لگاتا ہوں
کہ گھر آئی ہوئی دولت کو ٹھکرایا نہیں جاتا

—— مخمور دہلوی

ہزار شُکر کہ مایوس کر دیا تُو نے
یہ اور بات کہ تجھ سے بھی کچھ اُمیدیں تھیں

—— فراق گورکھپوری

ظاہر میں جو نیاز تھا، وہ بات بھی گئی
اے خواہشِ وصال! ملاقات بھی گئی

—— شاد عظیم آبادی

کس آرزو میں اُٹھے، کس طرف چلے انجم
کہ آدھی رات ہے، اب کس کا در کُھلا ہو گا

—— انوار انجم

اب ہجر کی راتیں کٹتی ہیں، اب خیر سے وہ دن آتے ہیں
اب آپ ہمارے ہوتے ہیں، اب آپ ہمارے ہوتے ہیں

—— جاں نثار اختر

○ شکوہ

اِس بزمِ تغافل میں شکوہ مرا کام آیا
میں جا کے منا لایا رُوٹھی ہوئی تنہائی

——— نشورؔ واحدی

کہنے دیتی نہیں کچھ منھ سے محبّت تیری
لب پہ رہ جاتی ہے آ آ کے شکایت تیری

——— داغؔ

مجھے تھا شکوۂ ہجراں، کہ یہ محسوس ہوا
مرے قریب سے ہو کر وہ ناگہاں گزرے

——— جگرؔ

شکر ہے یاد تو شکوے کے بہانے سے کیا
ذکرِ الفت نہ سہی، ذکرِ عداوت ہی سہی

——— روشن پٹیالوی

کیا کیجے شکوہ دُوری کا ملنا بھی غضب ہو جاتا ہے
جب سامنے وہ آجاتے ہیں احساسِ ادب ہو جاتا ہے

——— شکیلؔ بدایونی

ستم پیشہ ہے، بدخُو ہے، ستمگر ہے، جفا جُو ہے
کروں کیا کیا شکایت دوستو اُس بے مروّت کی

——— مومنؔ

محبت ہی میں ملتے ہیں شکایت کے مزے پیہم
محبت جتنی بڑھتی ہے شکایت ہوتی جاتی ہے

——— شکیلؔ بدایونی

ہے مجھ کو تجھ سے تذکرۂ غیر کا گِلہ
ہر چند بر سبیلِ شکایت ہی کیوں نہ ہو

——— غالبؔ

ہوتا ہے ستم جانبازوں پر، غیروں پہ عنایت ہوتی ہے
اس ظلم کو اس کے کیا کہئے کہئے تو شکایت ہوتی ہے

——— انجمؔ

حالِ دل سُن کے وہ آزردہ ہیں شاید اُن کو
اِس حکایت پہ شکایت کا گماں گزرا ہے

—— عبدالمجید سالک

شکایت تو نہیں ہے، لیکن اتنا پوچھتا ہوں میں
وہ آخر کیا کرے جو ہر طرح مجبور ہو جائے

—— شعری بھوپالی

تم اسے شکوہ سمجھ کر کس لئے شرما گئے
مدّتوں کے بعد دیکھا تھا تو آنسو آ گئے

—— انور صابری

مجھے دل کی دھڑکنوں کا نہیں اعتبار ماہر
کبھی ہو گئیں ہیں شکوے کبھی بن گئیں دعائیں

—— ماہر القادری

تم سے بے جا ہے مجھے اپنی تباہی کا گلہ
اِس میں کچھ شائبۂ خوبیٔ تقدیر بھی تھا

—— غالب

وصل میں چھیڑ کا شکوہ نہ زباں پر لانا
چُوم لے گی ترے ہونٹوں کو شکایت میری

——— امیر مینائی

ہاتھوں سے اپنے چھوٹ گیا دامنِ امید
کیا مل گیا جوابِ شکایت نہ پوچھئے

——— شکیل بدایونی

دل ان کے نہ آنے تک لبریزِ شکایت تھا
وہ آئے تو اپنی ہی تقصیر نظر آئی

——— فانی بدایونی

کس شوق، کس تمنا، کس درجہ سادگی سے
ہم آپ کی شکایت کرتے ہیں آپ ہی سے

——— شکیل بدایونی

شکوہ تو شوق سے کر وصل میں لیکن اے دل
بات کچھ ایسی نہ بگڑے کہ بنا بھی نہ سکوں

——— امیر مینائی

نہ سوالِ وصل، نہ عرضِ غم، نہ حکایتیں، نہ شکایتیں
ترے عہد میں دلِ زار کے تھے جو اختیار چلے گئے

——— فیض احمد فیض

شکوہ کیا کرنا کہ اس محفل میں کچھ ایسے بھی تھے
عُمر بھر جو اپنے زخموں پر نمک چھڑکا کئے

——— جذبی

اے دل ادب کہ پُرسشِ غم کو وہ آئے ہیں
شکوے شکایتوں کا یہ ہنگام بھی نہیں

——— ماہر القادری

بھلا غیروں سے کیا مطلب جو کرتا اُن سے میں شکوہ
شکایت تم سے کی ہے، تم کو اپنا جان کر میں نے

——— نخشب جارچوی

اب مجھ کو اُن سے کوئی شکایت نہیں رہی
اس کی بھی اگر ان کو شکایت ہے کیا کروں

——— عرش ملسیانی

رونقِ بزم بن گئے لب پہ حکایتیں رہیں
دل میں شکایتیں رہیں لب نہ مگر ہلا سکے

——— حفیظ جالندھری

نہیں شکایتِ ہجراں کہ اس وسیلے سے
ہم ان سے رشتۂ دل استوار رکھتے ہیں

——— فیض احمد فیض

نہیں شکوہ مجھے کچھ بے وفائی کا تری ہرگز
گلہ تب ہو اگر تُو نے کسی سے بھی نباہی ہو

——— میر درد

دو حرف بھی میرے سُن نہ سکے تم اتنے کیوں بیزار ہوئے
میں نے تمہیں اپنا سمجھا تھا، اپنوں سے شکایت ہوتی ہے

——— ماہر القادری

ہنستا بھی ہوں اُن کی خاطر، آنسو بھی بہاتا جاتا ہوں
شکوے کی بھی کوشِش کرتا ہوں، پہلو بھی بچاتا جاتا ہوں

——— مجرم محمد آبادی

چُپ ہو گیا ہوں آپ کی صورت کو دیکھ کر
کرنی تھیں آپ سے مجھے کتنی شکایتیں

——— عدم

گو ہو چکا ہے خاتمہ گفت و شنید کا
دل بے قرارِ شکوۂ بے جا ہے آج بھی

——— فراقؔ

جاں نہ کھا، وصلِ عدو سچ ہی سہی پر کیا کروں
جب گلہ کرتا ہوں ہمدم وہ قسم کھا جائے ہے

——— مومن

ہر چند ہم نے اپنی زباں سے کہا نہیں
وہ حال کون سا ہے جو تم نے سُنا نہیں

——— سلیم احمد

سُنے جاتے نہ تھے تم سے مرے دن رات کے شکوے
کفن سرکاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

——— فانی بدایونی

کس سے محرومیٔ قسمت کی شکایت کیجیے
ہم نے چاہا تھا کہ مر جائیں، سو وہ بھی نہ ہوا

——— غالب

کوئی اے فکر اس دیوانگی کی داد کیا دے گا
شکایت کرتا جاتا ہوں، ندامت ہوتی جاتی ہے

——— فکر

جہاں ہم نے دیکھے ذرا بدلے تیور وہیں ہم نے طرزِ شکایت بدل دی

——— ناطق لکھنوی

اُٹھ گئی ہے وفا ہی دنیا سے بات اک آپ پر نہیں آتی

——— باقی صدیقی

اس قدر بے اعتنائی، اس قدر ہم سے گریز
بھول ہو جاتی ہے انسانوں سے جانے دیجیے

——— جعفر شیرازی

○ رُوٹھنا۔ منانا

عمر توں رُوٹھے رہے پھر بھی گلے تو مل لئے
ہم کو شرم آئی تو کیا، ان کو حجاب آیا تو کیا

——— شکیل بدایونی

پہلے اس میں اک ادا تھی، ناز تھا، انداز تھا
رُوٹھنا اب تو تری عادت میں شامل ہو گیا

——— آغا شاعر

ادا ہے شرط بناوٹ بھی لُطف دیتی ہے
وہ خود بھی رُوٹھ گئے ہیں، مجھے خفا کر کے

——— بیخود دہلوی

انھیں معلوم ہے ہم کو منانا خوب آتا ہے
اسی باعث وہ ہم سے رُوٹھ کر ہم کو ستاتے ہیں

——— شمشیر حیدرآبادی

اپنے بیمارِ محبّت سے وہ کہنا ان کا
'پھر ہمیں کون منائے گا اگر تم نہ رہے'

——— اسد بھوپالی

یہ گستاخی، یہ چھیڑ اچھی نہیں ہے اے دلِ ناداں
ابھی پھر رُوٹھ جائیں گے، ابھی تو مَن کے بیٹھے ہیں

——— داغ

نہ بن پڑا کوئی عذرِ جفا کسی سے تو ہائے
ادا وہ یاد ہے گھبرا کے رُوٹھ جانے کی

——— فانی بدایونی

ملے، روٹھے، ہنسے، روئے، بھرے، بیٹھے، ڈرے، سنبھلے
نظیرؔ اِک دل لگا کر واہ کیا کیا کچھ کیا ہم نے

——— نظیر

شکوہ کیا تھا ازرہِ اُلفت طنز سمجھ کر رُوٹھے ہو
ہم بھی ہیں نادم اپنی خطا پر، آؤ تم بھی جانے دو

——— آثر لکھنوی

جس طرح گہن سا لگ کے چھٹ جائے
ہاں، پھر یونہی رُوٹھو، ہم منا لیں

——— فراقؔ

رُوٹھنے کو تو چلے رُوٹھ کے ہم واں سے ولے
مُڑ کے تکتے تھے کہ اب کوئی منا کر لے جائے

——— فانیؔ بدایونی

کون آئے گا تعاقب میں ہمارے دیکھیں
سُوئے صحرا چلے ہم رُوٹھ کے اپنے گھر سے

زبیر رضوی

نسیمؔ ان سے مجھ کو شکایت نہیں ہے
مگر رُوٹھ جانے کو جی چاہتا ہے

نسیم فاطمہ لکھنوی

رُوٹھ کر ان سے ہم کہاں جائیں
وہ منا لیتے ہیں خفا ہو کر

حسن

○ وعدہ

تا پھر نہ انتظار میں نیند آئی عمر بھر
آنے کا وعدہ کر گئے آئے جو خواب میں

——— غالب

وعدہ جھوٹا کر لیا چلئے تسلّی ہو گئی
ہے ذرا سی بات خوش کرنا دلِ ناشاد کا

——— داغ

صدقے شوخی کے یہ ڈرتا ہوں دمِ وعدۂ وصل
لب پہ آجائے تبسم نہ قسم سے پہلے

——— ریاض خیرآبادی

وصل کا وعدہ وفا ہو جائے گا ممکن کہاں
آج تک تو کوئی حسرت دل کی بر آئی نہیں

——— پیکاں چاندپوری

جب تک تھا دل میں آپ کے اقرارِ وصل تھا
جب آگیا زبان پہ انکار ہو گیا

—— بیخود دہلوی

یاس سے آنکھ جو جھپکی تو توقع سے کھلی
صبح تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا

—— شیفتہ

تم اُن کے وعدے کا ذکر اُن سے کیوں کرو غالب
یہ کیا کہ تم کہو اور وہ کہیں کہ یاد نہیں

—— غالب

تجھے تو وعدۂ دیدار ہم سے کرنا تھا
یہ کیا کیا کہ جہاں کو اُمیدوار کیا

—— داغ

ایک تم جو وعدۂ لطف و کرم کرتے رہے
ایک میں جو عمر بھر اُمیدواروں میں رہا

—— شکیل بدایونی

ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
مرنا ہی مقدّر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا

——— مومن

وعدے کا ذکر، وصل کا ایما، وفا کا قول
یہ سب فریب ہیں دلِ شیدا کے واسطے

——— بیخود دہلوی

روز کے وعدوں پہ مر جائیں گے ہم
یونہی گزری تو گزر جائیں گے ہم

——— اسیر لکھنوی

حجاب آتا ہے اُن کو نظر مِلانے میں
بلا کا لُطف ہے وعدوں کو بھول جانے میں

——— ظفر

خواب میں وعدہ تو مجھ سے کر گئے ہیں وہ ضرور
دیکھئے اس خواب کی ملتی ہے اب تعبیر کیا؟

——— داغ

شبِ وعدہ یہ کیسی تیرگی ہے، وقت کیا ہوگا
تمنّاؤں کے غنچے ہم نفس کُمھلائے جاتے ہیں

——— جوشؔ ملیح آبادی

اُمید تو بندھ جاتی، تسکین تو ہو جاتی
وعدہ نہ وفا کرتے، وعدہ تو کیا ہوتا

——— چراغ حسن حسرتؔ

تسلّی خاک ہو وعدوں سے اُن کے، چِتوَنیں اُن کی
اشاروں سے یہ کہتی ہیں کہ دیکھو یُوں مُکرتے ہیں

——— امیرؔ مینائی

ابھی کہوں تو کریں لوگ شرمسار مجھے
کہ کس کے وعدے پہ ہے اِتنا انتظار مجھے

——— شیفتہؔ

جھوٹے وعدوں پر تھی اپنی زندگی
اب تو وہ بھی آسرا جاتا رہا

——— عزیزؔ لکھنوی

وعدۂ وصل تو کرتے ہو مگر سچ تو کہو
دل کو اس وعدے سے میں شاد کروں یا نہ کروں

——— آزاد ظفر علی

غضب کیا ترے وعدے پہ اعتبار کیا
تمام رات قیامت کا انتظار کیا

——— داغ

وہ پھر وعدہ ملنے کا کرتے ہیں یعنی
ابھی کچھ دنوں ہم کو جینا پڑے گا

——— آسی الدنی

دلِ مشتاق میں اِک شوق کا طوفان اُٹھا
وعدۂ وصل کا دن ختم ہوا، رات ہوئی

——— حسرت موہانی

کبھی غش میں رہا شبِ وعدہ
کبھی گردن اُٹھا کے دیکھ لیا

——— داغ

ترے وعدے پہ جیئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے، اگر اعتبار ہوتا

——— غالب

شب جھوٹے وعدے پہ جو ترے ہم بہک گئے
کوئی لاکھ بار گھر سے اُٹھے، در تلک گئے

——— احمد گجراتی

اس سے بڑھ کر اور کیا ہے سادہ لوحی عشق کی
آپ نے وعدہ کیا اور مجھ کو باور ہو گیا

——— نوبت رائے نظر

خیالِ وعدہ ترا بس کہ شب نظر میں رہا
تمام رات مرا جی صدائے در میں رہا

——— شاہ واقف

جھوٹا وعدہ ہی سہی دل تو بہل جاتا ہے
ورنہ ہم آپ کی اس 'ہاں' کو نہیں جانتے کیا

——— سریر کابری

وعدے کی رات نیند نے فرصت انھیں نہ دی
افسوس جاگ کر مری تقدیر سو گئی

——— شفیق جونپوری

وعدہ کرکے اور بھی آفت میں ڈالا آپ نے
زندگی مشکل تھی، اب مرنا بھی مشکل ہو گیا

——— جلیل مانکپوری

نہ وہ آرامِ جاں آیا، نہ موت آئی شبِ وعدہ
اسی دھن میں ہم اٹھ اٹھ کر ہزاروں بار بیٹھے ہیں

——— دل شاہجہانپوری

مجھے تسلیم پھر بھی دید کا وعدہ وفا ہوگا
مگر یہ تو بتاتے جائیے کیونکر، کہاں، کب تک

دل شاہجہانپوری

کیا قہر وعدے نے ورنہ شبِ ہجر
مجھے غم تو ہوتا پر اتنا نہ ہوتا

نظام رامپوری

○ تصوّر

نہ دردِ ہجر میں لذّت، نہ شامِ غم روشن
تصوّرات کی وابستگی تمہیں سے تھی

—— سیّد انیس الرحمٰن کاظمی

نوازشیں ہیں یہ تیرے حسیں تصوّر کی
کہ دردِ ہجر کا عالم بھی ناگوار نہیں

—— مسعودہ حیات

تصوّر میں اُدھر وہ آ رہے ہیں
اِدھر دل ہے کہ بیٹھا جا رہا ہے

—— سراج الحسن سراج ادیبی

رات بھر ان کا تصوّر دل کو تڑپاتا رہا
ایک نقشہ سامنے آتا رہا جاتا رہا

—— اختر شیرانی

عجیب جذبۂ احساس ہے تصوّر کا
وہ پاس بیٹھے ہیں اور اُن کا انتظار بھی ہے

——— بیکل

تصوّر میں کسی کو جلوہ فرما کر لیا میں نے
بڑی تاریک راتوں میں اُجالا کر لیا میں نے

——— مخمور دہلوی

تم نہیں آتے تصوّر بھی تمہارا کیا نہ ور
اُس سے بھی کہہ دو کہ یہ تکلیف کیوں فرمائیے

——— جگر مرادآبادی

ہائے پوچھو نہ تصوّر کے مزے
گود میں تم کو لئے بیٹھے ہیں

——— جلیل مانکپوری

اے شوقِ نظارا کیا کہیئے، نظروں میں کوئی صورت ہی نہیں
اے ذوقِ تصوّر کیا کیجے، ہم صورتِ جاناں بھول گئے

——— مجاز

دل فرطِ خوشی سے جھوم اُٹھا، پھر مایوسی میں ڈوب گیا
اِک خواب تصوّر میں دیکھا، اک بات پرانی یاد آئی

——— عندلیب شادانی

تری یاد ہے، یا ہے تیرا تصوّر
کبھی داغ کو ہم نے تنہا نہ دیکھا

——— داغ

ہم بند کئے آنکھ تصوّر میں پڑے ہیں
ایسے میں کوئی چھم سے جو آجائے تو کیا ہو

——— ریاض خیرآبادی

پھر وہی عالمِ وحشت وہی تنہائی ہے
تم خیالوں میں چلے آؤ کہ کچھ رات کٹے

——— جامی چڑیاکوٹی

تصوّر ایک ذہنی جستجو کا نام ہے شاید
دل ان کو ڈھونڈ کر لاتا ہوا محسوس ہوتا ہے

——— قتیل شفائی

تصوّر آپ کا، احساس اپنا، ہمرہی دل کی
محبّت کی اسی تقسیم نے منزل سے بھکایا

—— احمد ندیم قاسمی

ہاں دکھا دے اے تصوّر پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

—— اقبال

آنسو نکل رہے ہیں تصوّر میں بن کے پھول
شاداب ہو رہا ہے گُلستانِ آرزو

—— اختر شیرانی

سراپا آرزو بن کر تصوّر آشنا ہو کر
رہیں گے ہم انھیں کے رُوبرو اُن سے جدا ہو کر

—— شکیل بدایونی

اسے رازِ شوق کہئے یا حاصلِ تصوّر
جس سمت دیکھتا ہوں، تو مُسکرا رہا ہے

—— جگر مرادآبادی

بزمِ خیال میں ترے حُسن کی شمع جل گئی
درد کا چاند بجھ گیا، ہجر کی رات ڈھل گئی

——— فیض احمد فیض

ڈھونڈتی رہتی ہیں تخئیل کی باہیں تجھ کو
سرد راتوں کی سلگتی ہوئی تنہائی میں

——— ساحر لدھیانوی

وہ تصوّر میں رہے پیشِ نظر آٹھوں پہر
کھینچ لائے ان کو خلوت میں بھری محفل سے ہم

——— زار دہلوی

پھر نظر میں پھول مہکے، دل میں پھر شمعیں جلیں
پھر تصوّر نے لیا اِس بزم میں جانے کا نام

——— فیض احمد فیض

راتوں کو تصوّر ہے اُن کا اور چُپکے چُپکے رونا ہے
اے صبح کے تارے تو ہی بتا انجام ترا کیا ہونا ہے

——— ساغر نظامی

تُو نے دیکھی ہے وہ پیشانی، وہ رخسار، وہ ہونٹ
زندگی جن کے تصوّر میں گزاری ہم نے

——— فیض احمد فیضؔ

اُن کی صورت کا تصوّر ہے اب اتنا مبہم
جیسے دیکھا نہ ہو آنکھوں نے، سُنا ہو اُن کو

——— بسمل سعیدی

ملیں شام کو آسمان اور زمیں
تصوّر میں مل لیں گے ہم بھی کہیں

——— حیرتؔ

بہت اچھی گزرتی ہے ترے محوِ تصوّر کی
کبھی مغموم ہو جانا، کبھی مسرور ہو جانا

——— ظہیر دہلوی

یوں تصوّر پہ برستی ہیں پُرانی یادیں
جیسے برسات میں رِم جھِم کا سماں ہوتا ہے

——— قتیلؔ شفائی

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصوّرِ جاناں کئے ہوئے

——— غالبؔ

اب اس سے بڑھ کے کیا پاکیزگی ہوگی تصوّر کی
نگاہوں کو نقابِ رُوئے جاناں کر دیا ہم نے

——— وفا ملکپوری

اُن کا ذکر، اُن کا تصوّر، اُن کی یاد
کٹ رہی ہے زندگی آرام سے

——— محشر بدایونی

واہ کیا کیفِ تصوّر ہے کہ اکثر ہجر میں
یوں ہوا محسوس گویا وہ اچانک آ گئے

——— امۃ المعروف نسرین

غم نیند کی آغوش میں ہونے نہیں دیتا
راتوں کو تصوّر ترا سونے نہیں دیتا

——— آرزو

○ شوقِ دید

پلکوں پہ لرزتے اشکوں میں تصویر جھلکتی ہے تیری
دیدار کی پیاسی آنکھوں کو اب پیاس بھی ہے اور پیاس نہیں

——— ساحر لدھیانوی

گلی ہیں یار کی مشتاق سب اے شاد بیٹھے ہیں
خدا جانے وہاں سے حکم کس کے نام آجائے

——— شاد عظیم آبادی

اللہ رے شوقِ دید کہ پتھرا چلی ہے آنکھ
جانے کہاں گئے ہو، نہ جانے کب آؤ گے

——— خورشید دہلوی

اللہ رے شوقِ دید کی وسعت نگاہیاں
آتے ہیں ہر مقام پہ اب وہ نظر مجھے

——— خضر برنی

احوالِ شوق مجھ سے مرے مہ جبیں نہ پوچھ
تیری نظر کو تجھ سے چھپانے کا شوق ہے

——— نریش کمار شاد

شوقِ دیدار کو مایوس کئے دیتے ہو
تم ہی کہہ دو کہ یہ توہینِ نظر ہے کہ نہیں

——— شاہین

ہوسِ دید مٹی ہے نہ مٹے گی حسرت
دیکھنے کے لئے چاہیے انھیں جتنا دیکھو

——— حسرت

بہ شوقِ دید جہاں میں نے تم کو دیکھا تھا
بس ابتدا ہے وہیں سے مرے فسانے کی

——— تنویر کندرودی

میں اور شوقِ دید بھلا کیا مری مجال
جرأت دلا رہی ہے کسی کی نظر مجھے

——— مہر

پہلے تو شوقِ دید میں سب کچھ بھُلا دیا
اب میں نظر کو ڈھونڈ رہا ہوں نظر مجھے

—— تصویرؔ نعائم امروہوی

دل میں کیا کیا ہوسِ دید بڑھائی نہ گئی
رُو بہ رُو اُن کے مگر آنکھ اُٹھائی نہ گئی

—— حسرتؔ

وہ شوقِ دید نگاہِ اُمیدوار میں ہے
کہ جیسے شام ستاروں کے انتظار میں ہے

—— احمد ندیم قاسمی

شوقِ دیدار نے ہستی سے گزرنے نہ دیا
میرے جینے کا سبب وعدۂ فردا نکلا

—— راسخؔ

دل تو شوقِ دید میں تڑپا کیا
آنکھ ہی کمبخت شرماتی رہی

—— خوشی محمد ناظرؔ

حسرتِ دیدار پردہ بن گئی دیدار کا
شوق کہتا ہی رہا، جی بھر کے صورت دیکھئے

—— آثر لکھنوی

عاشقوں کی نگہِ شوق کہیں تھکتی ہے
دیکھتے ہی رہیں اس کو وہ اگر دیکھ نہ لے

—— جگر

کس طرح سنبھالوں دلِ دیدار طلب کو
محشر تو ابھی دُور ہے کیا کیجئے کیا ہو

—— راسخ

اللہ رے اضطرابِ تمنّائے دیدِ یار
اِک فرصتِ نگاہ میں سو بار دیکھنا

—— تسلیم

○ حسرت

جنھیں حاصل ہے تیرا قرب خوش قسمت سہی لیکن
تری حسرت لئے مرجانے والے اور ہوتے ہیں

——— ہری چند اختر

تم کہاں، وصل کہاں، وصل کا ارمان کہاں
دل کے بہلانے کو اک بات بنا رکھی ہے

——— آغا شاعر قزلباش

کہاں ہم کہاں وصلِ جاناں کی حسرت
بہت ہے انھیں اک نظر دیکھ لینا

——— حسرت موہانی

حضورِ وصل کی حسرت ازل سے ہے مجھ کو
خیال کیجئے کب سے اُمیدوار ہوں میں

——— امیر مینائی

بیمارِ غم کی زیست کا امکان اب نہیں
ممکن جو ہو تو جلد اسے دیکھ جائیے

—— رحمت اللہ رفعت

پیام آیا، نہ خط آیا، نہ وہ آئے، نہ موت آئی
مری سعیٔ طلب سب رائیگاں معلوم ہوتی ہے

—— احسن

وصل کا خواب کجا، لذّتِ دیدار کجا
ہے غنیمت جو ترا درد بھی حاصل ہو جائے

—— احسان دانش

اے کاش ہماری قسمت میں ایسی بھی کوئی شام آجائے
اِک چاند فلک پر نکلا ہو، اک چاند لبِ بام آجائے

—— انور مرزاپوری

تمام عمر یوں ہی ہو گئی بسر اپنی
شبِ فراق گئی، روزِ انتظار آیا

—— احمد ندیم قاسمی

اُٹھ گیا آخر محبت کا بھی پردہ اُٹھ گیا
اب نہ میرے دل میں حسرت ہے نہ انکے دل میں ہے

——— جگر مراد آبادی

جان آنکھوں میں رہی جی سے گزرنے نہ دیا
اچھی دیدار کی حسرت تھی کہ مرنے نہ دیا

——— عبداللطیف تپش

تمہارے اِک تبسم سے جو بن جاتی تھی نُورانی
وہی غم کی گھٹا پھر چھا گئی کیا تم نہ آؤ گے

——— ہری چند اختر

کچھ اتنے دیئے حسرت دیدار نے دھوکے
وہ سامنے بیٹھے ہیں، یقیں ہم کو نہیں ہے

——— نہال لکھنوی

آجایئے کہ آپ کو ترسے ہے اب نگاہ
دیکھا نہیں ہے ہم نے، بہت دن گزر گئے

——— طاہرہ پروین نغمہ

جب بھی دیکھی ہم نے صورت آپ کی
حسرتِ دیدار دونی ہو گئی

—— ثاقب لکھنوی

وصال اس سے میں چاہوں، کیوں یہ میرا دل
یہ رو رہا ہوں کہ کیوں میں نے اس کو دیکھا تھا

—— فراق گورکھپوری

شب کو مری چشمِ حسرت کا سب دردِ دل ان سے کہہ جانا
دانتوں میں دبا کر ہونٹ اپنے، کچھ سوچ کے اُن کا رہ جانا

—— شاد عظیم آبادی

صبحِ وصال دُور تو اتنی نہیں مگر
راتیں ہیں بیچ میں تری زُلفِ دراز کی

—— ثاقب لکھنوی

○ شبِ وصل

بڑھ کے میں روک دوں رفتارِ سحر آج کی رات
روز آتے ہیں کہاں آپ کے جیسے مہماں

——— بشیر فاروقی

ہزار بار بھی طوفانِ غم پکارے اب
میں سو چکا ہوں، تری نرم نرم باہوں میں

——— حامد کاشمیری

گزر جائیگی آخر وصل کی یہ رات، کہتا ہوں
نہ اُنکی بات سنتا ہوں، نہ اپنی بات کہتا ہوں

——— مظفر حنفی

تم جدا ہو گے تو ہو جائے گی یہ رات پہاڑ
رات کی رات ٹھہر جاؤ کہ کچھ رات کٹے

——— فراق

تھی وصل میں بھی فکر جدائی کی سامنے
وہ آئے تو بھی نیند نہ آئی تمام رات

—— مومن

وصل کی شب بھی ادائے رسمِ حرماں میں رہا
صبح تک میں التماسِ شوقِ پنہاں میں رہا

—— تسلیم لکھنوی

کسی دھڑکے سے روتے تھے جو باہم وصل کی شب کو
وہ ہم کو منع کرتا تھا، ہم اس کو منع کرتے تھے

—— جرأت

پاس جانا دلِ بیتاب سنبھل کر شبِ وصل
نیچی نظروں سے چھُری بن کے حیا پھرتی ہے

—— جگر مرادآبادی

فلک اک دم بھی تُو نے وصل کی شب کو نہ ٹھہرایا
یہ ساری عمر میں تجھ تک ہمارا کام آیا تھا

—— جعفر علی حسرت

ہے شبِ وصل کہاں ہائے یہ کافر انداز
ہو رہا ہے مری چھیڑوں سے پریشاں کوئی

——— ریاض خیرآبادی

شرما کے پوچھنا وہ کسی کا شبِ وصال
اے ہجر! اب تو دل کی تمنا نکل گئی

——— ہجر شاہجہانپوری

عبث انگڑائیاں لے لے کے کیوں ملتے ہو آنکھوں کو
بھلا یہ بھی تو گھر ہے، سو رہو گر نیند آتی ہے

——— جرأت

نہ میں بات کرتا اگر جانتا
کہ یوں بات کرنے میں جائیگی رات

——— داغ

شبِ وصل تھی، چاندنی کا سماں تھا
بغل میں صنم تھا، خدا مہرباں تھا
مشاہد جمالِ پری کی تھیں آنکھیں
مکانِ وصال اِک طلسمی مکاں تھا

——— آتش

شبِ وصل کس طرح طے ہو یہ جھگڑا
نہ تم مانتے ہو، نہ دل مانتا ہے

—— میر محبوب علی خاں آصف

عجیب حال ہے بیتابیٔ محبّت کا
شبِ وصال کی راحت میں ڈھونڈتی ہو قرار

—— صوفی تبسّم

بہت ہی مختصر ہے وصل کی شب کچھ تو بڑھ جائے
مری خاطر سے دم بھر کھول دو زلفِ پریشاں کو

—— سالک

وصل کی شب اُن سے ہونے بھی نہ پائی دل کی بات
دفعتاً گھبرا کے وہ بولے سویرا ہو گیا

—— جمیل آنولی

آنے میں ان کے دیر ہے لیکن شبِ وصال
پیشِ نظر وہ چہرۂ زیبا ابھی سے ہے

—— حسرت

میں حالِ دل تمام شب ان سے کہا کیا
ہنگامِ صبح کہنے لگے کس ادا سے، کیا؟

—— اکبر الہ آبادی

رات شبنم کی طرح ہو گئی پھولوں میں بسر
اب یہ کیا غم ہے اگر وقتِ سحر کچھ بھی نہیں

—— میکش اکبر آبادی

کیا قیامت ہے شبِ وصل، خموشی اس کی
جس کی تصویر کو بھی ناز ہے گویائی کا

—— ریاض خیر آبادی

کس لطف سے جھنجھلا کے وہ کہتے ہیں شبِ وصل
ظالم تری آنکھوں سے گئی نیند کدھر آج

—— امیر مینائی

اب وہ مہکی ہوئی سی رات نہیں
بات کیا ہے کہ اب وہ بات نہیں

—— فضل احمد کریم فضلی

تمہارے گیسوؤں کی چھاؤں میں اِک رات گزری تھی
ستاروں کی زباں پر یہ کہانی اب بھی ہوتی ہے

——— شمیم رانچوی

وہ شامِ وصل، دشمن زلف سلجھاتے ہیں رُک رُک کر
انھیں یاد آگئیں کیا گتھیاں میرے مقدر کی

——— فانی

میری بانہوں میں پریشاں ہیں گھنیری زلفیں
ایک مہتابِ مجسم تری آغوش میں ہے

——— پریم وار برٹنی

شبِ وصل یوں مختصر ہو گئی
ذرا آنکھ جھپکی سحر ہو گئی

——— جگر

بکھرے جو حسیں زلف بکھر جانے دے
اس وقت کو کچھ اور سنور جانے دے
باقی نہ رہے صبح کا دھڑکا کوئی
اک رات تو ایسی بھی گزر جانے دے

——— جاں نثار اختر

دل کا کیا حال کہوں صبح کو جب اس بُت نے
لے کے انگڑائی کہا، ناز سے، ہم جلتے ہیں

——— داغ

ہم تم ہوں شب وصل اکیلے تو مزا ہو
ہم سے ہو ادب دُور، حیا تم سے جدا ہو

——— امیر مینائی

میں نے کبھی ضد تو نہیں کی پر آج شب
اے مہ جبیں نہ جا کہ طبیعت اُداس ہے

——— عدم

اِدھر دیکھو، حیا کیسی شبِ وصل
اُٹھاؤ بھی یہ پردہ درمیاں سے

——— امیر مینائی

اُن سے تو شبِ وصل بھی کُھل کر نہ ملے ہم
تا صبح شکوہ ہائے جفا درمیاں رہے

جگر مراد آبادی

اظہارِ دوستی کی خوشی کیا شبِ وصال
دشمن سے سُن چکا ہوں کہ تو مہرباں نہیں

—— مومن

گھنٹے بھی گھڑی کے وصل کی شب، افسوس کہ بے آئین بجے
لی رات نے کروٹ کیا جلدی، دس بجتے ہی دو پھر تین بجے

—— شاد عظیم آبادی

شبِ وصال ہے گُل کر دو ان چراغوں کو
خوشی کی بزم میں کیا کام جلنے والوں کا

—— مومن

وہ لجائے میرے سوال پر کہ اُٹھا سکے نہ جُھکا کے سر
اُڑی زُلف چہرے پہ اِس طرح کہ شبوں کے راز مچل گئے

—— مجروح سلطانپوری

رات کی بات کا مذکور ہی کیا
چھوڑیئے رات گئی، بات گئی

—— نامعلوم

تھکی تھکی سی فضائیں، بجھے بجھے تارے
بڑی اُداس گھڑی ہے ذرا ٹھہر جاؤ
ابھی نہ جاؤ کہ تاروں کا دل دھڑکتا ہے
تمام رات پڑی ہے، ذرا ٹھہر جاؤ

——— سیف الدین سیف

رات اس کو بات بات پہ سو سو دئیے جواب
مجھ کو خود اپنی بات سے ایسا گماں نہ تھا

——— حالی

شبِ وصل کی کیا کہوں داستاں زباں تھک گئی گفتگو رہ گئی

——— داغ

کھول دو اِن سیاہ بالوں کو روک دو صبح کے اُجالوں کو

——— سیف

باہم شبِ وصال اُٹھائے ہیں کیا مزے
وہ بھی یہ کہہ رہے ہیں الٰہی سحر نہ ہو

——— ریاض خیر آبادی

وصل کی رات چلی ایک نہ شوخی اُن کی
کچھ نہ بن آئی تو چُپکے سے کہا' مان گئے'

——— حسرت

نہیں ہے پیار بھی در پردہ اُن کا چھیڑ سے خالی
رُلا دیتے ہیں اِتنا وصل کی شب گُدگُداتے ہیں

——— آمیر مینائی

چُپ بھی رہو یہ کیسے ہیں جھگڑے شبِ وصال
اچھا ہوا' بُرا ہوا' جو کچھ ہوا' ہوا

——— شفیق بجنوری

وصل کی رات نہ جانے کیوں اصرار تھا اُن کو جانے پر
وقت سے پہلے ڈوب گئے' تاروں نے بڑی دانائی کی

——— قتیل شفائی

اس مہ جبیں کو کس طرح پہلو میں لیں عدم
ماہِ شبِ وصال' نہ رُوٹھا ہوا سا ہے

——— عدم

شبِ وصل کی بے خودی چھا رہی ہے
کہو تو ستاروں کی شمعیں بجھا دیں
——— اختر شیرانی

نہ اذاں ہو، نہ سحر ہو، نہ گجر ہو شبِ وصل
کیا مزا ہو جو کسی کو نہ جگائے کوئی
——— احسن مارہروی

وصل کی شب اور اتنی مختصر
دن گنے جاتے تھے اس دن کے لئے
——— امیر مینائی

شبِ وصل آپ کا عذرِ نزاکت
بجا ہے، پر نہ مجھ سے نیم جاں سے
——— مومن

دی مؤذّن نے شبِ وصل اذاں پچھلے پہر
ہائے کمبخت کو کس وقت خدا یاد آیا
——— داغ

کتنے دنوں میں آئی تھی اس کی شبِ وصال
باہم رہی لڑائی، سو وہ رات بھی گئی

—— میر

غم کا نہ دل میں ہو گزر، وصل کی شب ہو یوں بسر
یہ سب قبول ہے مگر، خوفِ سحر کو کیا کروں

—— حسرت

وہ حیاتِ عشق کی اک گھڑی کہ شبِ وصال کہیں جسے
سرِ شام ہی سے گراں ہے وہ کسی چشمِ سُرمہ طراز پر

—— جمیل منظہری

نشاط و کیف عطا کر حسین لمحوں کو
شبِ وصال ہے، ذکرِ غمِ حیات نہ کر

—— منظہر ندیم

کیا کیا ہے شبِ وصل نگہبانیٔ عصمت
چوکی ہے نزاکت کی تو پہرہ ہے حیا کا

—— امیر مینائی

حُسن محوِ خواب تھا شب، یا مرے آغوش میں
بوستاں بھر پھول تھے اور آسماں پر چاندنی

——— عندلیب شادانی

وہ ایک رات گزر بھی گئی مگر اب تک
وصالِ یار کی لذّت سے ٹوٹتا ہے بدن

——— احمد فراز

میں سوتے سوتے کئی بار چونک چونک پڑا
تمام رات ترے پہلوؤں سے آنچ آئی

——— ناصر کاظمی

مہمان ایک شب رہا، اور صبح چل دیا
خوشبو نئی دُلہن کی، ہمارا شباب تھا

——— منیر شکوہ آبادی

○ وصل

خلوتِ وصل میں کچھ کام نہیں ساقی کا
جامِ مے بھر کے پلاؤں میں تمہیں، تم مجھ کو

——— امیر مینائی

تم نے کیوں وصل میں پہلو بدلا
کس کو دعویٰ ہے شکیبائی کا

——— حالی

شرم ہے صبحِ شبِ وصل اور بھی دونی مگر
شام کو جو تھا وہ اندازِ حیا جاتا رہا

——— ریاض خیر آبادی

دوئی کا دخل نہیں بزمِ وصل میں منظور
وگرنہ آپ میں آنا تو مجھ کو آتا ہے

——— اکبر الہ آبادی

کسی سے وصل میں سُنتے ہی جان سُوکھ گئی
چلو ہٹو بھی ہماری زبان سُوکھ گئی

——— ریاض خیر آبادی

وصل کو سمجھا ہے دیوانے نشاطِ زندگی
وصل ہوتا ہے فراقِ جسم وجاں ہونے کے بعد

——— سیماب اکبر آبادی

وصل میں رنگ اُڑ گیا میرا　　کیا جُدائی کو مُنھ دکھاؤں گا

——— میر تقی میر

تِرا وصال بڑی چیز ہے مگر اے دوست
وصال کو میری دُنیائے آرزو نہ بنا

——— فراق گورکھپوری

کئی روز میں آج وہ مہ لقا ہوا میرے سامنے جو جلوہ نما
مجھے صبر و قرار ذرا نہ رہا اُسے پاسِ حجاب و حیا نہ رہا

——— بہادر شاہ ظفر

ابھی اور ٹھہرو خدا کے لئے　　کہ باہر بڑی سخت برسات ہے

——— مجید لاہوری

سنبھالا خود کو پہلے پھر کہا شرماتے
نہ ہوتی گر خلش کوئی، تو ہم خلوت میں کیوں آتے

——— شکیل بدایونی

کچھ اس ادا سے آج وہ پہلو نشیں رہے
جب تک ہمارے پاس رہے، ہم نہیں رہے

——— جگر مراد آبادی

آئے جو میرے پاس تو منہ پھیر کے بیٹھے
یہ آج نیا آپ نے دستور نکالا

——— جرأت

ملے وہ آج مدت میں بہت روئے، بہت تڑپے
وہ دردِ عشق سن کر، ہم اپنا درد کہہ کر

——— داغ

میں دیر تک تجھے خود ہی نہ روکتا لیکن
تو جس ادا سے اٹھا ہے، اسی کا رونا ہے

——— فراق

لپٹ جاتے ہیں وہ بجلی کے ڈر سے
الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے

——— داغ

تم کیا ملے کہ وقت کی رفتار رُک گئی
اب انتظارِ شام و سحر کر رہا ہوں میں

——— وسیم فاضلی

محرومیٔ نصیب نے چھوڑا نہ اپنا ساتھ
آئے جو وہ تو ساتھ قضا اُن کے آگئی

——— انجم حیدرآبادی

تمہیں غیروں سے کب فرصت ہم اپنے غم سے کب خالی
چلو بس ہو چکا ملنا، نہ تم خالی، نہ ہم خالی

——— مرزا جعفر علی حسرت

یارب اس اختلاط کا انجام ہو بخیر
تھا اس کو ہم سے ربط مگر اس قدر کہاں

——— حالی

سب نہ ملنے تک کی باتیں تھیں جب آ کر مل گئے
سارے شکوے مٹ گئے، سارا گلہ جاتا رہا

——— اختر شیرانی

وصل کی صبح کا عالم، ارے توبہ توبہ
نیند آنکھوں میں ہے، انگڑائی پہ انگڑائی ہے

——— مضطر

لینا، سنبھالنا کہ میرے ہوش اُڑ چلے
آتا ہے کوئی مست قیامت کی شان سے

——— داغ

شکوہ تُو شوق سے کر، وصل میں لیکن اے دل
بات کچھ ایسی نہ بگڑے کہ بنا بھی نہ سکوں

——— امیر مینائی

تھی جُدائی گرچہ پہلو میں مرے وہ یار تھا
ناز تھا، آزردگی تھی، رنج تھا، انکار تھا

——— حیدر

وہ آتے ہیں شکیلؔ اب اپنے دل سے ہاتھ دھو بیٹھو
نگاہِ ناز کی قیمت ادا کرنے کا وقت آیا

——— شکیلؔ بدایونی

کعبہ کدھر ہے شکر کا سجدہ ادا کروں
اللہ آپ آئے ہیں میرے مکان پر

——— ثاقبؔ لکھنوی

کہاں کا وصل، تنہائی نے شاید بھیس بدلا ہے
ترے دم بھر کے آجانے کو ہم بھی کیا سمجھتے ہیں

——— فراقؔ

وصل میں ذکرِ عدو بھی دم بہ دم ہوتا رہا
شربتِ دیدار میرے حق میں سم ہوتا رہا

——— امراؤ جان اداؔ

خموشی کی عجب یہ گفتگو ہے وصل میں باہم
نہ کہتے ہیں وہ کچھ ہم سے، نہ ہم کچھ ان سے کہتے ہیں

——— حسرتؔ موہانی

ذرا وصال کے بعد آئینہ تو دیکھ اے دوست
ترے جمال کی دوشیزگی نکھر آئی

—— فراقؔ

فغاںؔ کو وصل میں آرام کیوں ہو جدائی کا تصور بندھ رہا ہے

—— اشرف علی خاں فغاںؔ

تجھے دیکھ کر مجھ میں جان آ گئی اٹھا اور اٹھ کر فدا ہو گیا

—— راسخؔ

وہ میری رُوح کی اُلجھن کا سبب جانتا ہے
جسم کی پیاس بجھانے پہ بھی راضی نکلا

—— ساقی فاروقی

کھلا یہ راز جب آئے وہ بال بکھرائے
کہ روشنی سے زیادہ حسین ہیں سائے

—— ارشد کاکوی

جُدائی

مہینے وصل کے، گھڑیوں کی صورت اڑتے جاتے ہیں
مگر گھڑیاں جُدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں

اقبال

پاس آؤ تو کچھ دل کی تپش اور سوا ہو
ہر چند کہ تم دردِ جُدائی کی دوا ہو

حسرت

ہستی ہے جُدائی سے قائم، جب وصل ہوا تو کچھ بھی نہیں
دریا سے اگر ہوتا نہ جُدا، قطرہ کیونکر قطرہ ہوتا

جمیل مظہری

ہلاکِ اندازِ وصل کرنا کہ پردہ رہ جائے کچھ ہمارا
غمِ جُدائی میں خاک کر کے کہیں عدو کی خوشی نہ کرنا

داغ

تجھ سے اب مل کے تعجب ہے کہ عرصہ اتنا
آج تک تیری جدائی میں یہ کیونکر گزرا

——— حسرت موہانی

حزیں اک دم نہ جیتا تھا سجن بن   سو یوں گزرے جدائی کے زمانے

——— محمد باقر حزیں

اے دوست ہم نے ترکِ محبّت کے باوجود
محسوس کی ہے تیری جُدائی کبھی کبھی

——— ساحر لدھیانوی

جدائی کے صدمے اُٹھاتے اُٹھاتے
نہ وہ ہم، نہ وہ دیدۂ و دل رہے ہیں

——— نامعلوم

نہ بھولے گا وہ وقتِ رُخصت کسی کا
مجھے مُڑ کے پھر اِک نظر دیکھ لینا

——— حسرت

رُخصت کے واقعات کا اتنا تو ہوش ہے
دیکھا کیے ہم اُن کو جہاں تک نظر گئی

——— غالب

مجھے تمہاری جُدائی کا کوئی رنج نہیں
مرے خیال کی دنیا میں میرے پاس ہو تم

——— ساحر لدھیانوی

شب غم کے آنسو جدائی کے نالے   خدایہ مصیبت کسی پر نہ ڈالے

——— صبا افغانی

مت پُوچھ جدائی کا عالم کاظم وہ عجب اک منظر تھا
خاموش ہم اُن کو دیکھا کیے، بھر لائے وہ آنسو آنکھوں میں

——— کاظم لکھنوی

تری جدائی کا غم عمر بھر رہا لیکن
اِس ایک غم نے مجھے زندگی بھی بخشی ہے

——— قیس رامپوری

صبر آتا ہے جُدائی میں، نہ خواب آتا ہے
رات آتی ہے الٰہی کہ عذاب آتا ہے

——— بیخود دہلوی

غضب ہے قہر ہے، یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

——— نظیر

جُدائی ان کی قیامت سے کم نہیں ہے مجھے
اُداس شام و سحر کا سلام کہہ دینا

——— پروین بانو

نہ دے نامے کو اتنا طول غالبؔ مختصر لکھ دے
کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جدائی کا

——— غالبؔ

خبر کیا تھی نظر وہ پھیر لیں گے اس طرح مجھ سے
مری شامِ جدائی ایک شامِ بے سحر ہوگی

——— جمیل مظہری

اُن سے مل کر شکوۂ بے اعتنائی پھر کہاں
شاد رہ اے دل کہ یہ لُطفِ جدائی پھر کہاں

——— حسرت موہانی

گھڑی بھر کی جدائی آب اُڑا دیتی ہے چہرے کی
جو تم سے عمر بھر کو چھوٹنا ہوگا تو کیا ہوگا

——— ادیب

زندگی نام ہے جدائی کا   آپ آئے تو مجھے یاد آیا

——— نریش کمار شاد

بغیر اُن کے دم بھر نہیں چین دل کو
کبھی اُن سے گویا جُدائی نہ ہوگی

——— حسرتؔ

جب تک ملے نہ تھے تو جدائی کا تھا ملال
اب یہ ملال ہے کہ تمنّا نکل گئی

——— جلیلؔ مانکپوری

اُٹھا لیں لُطف کوئی دن، کہاں پھر ہم کہاں پھر تم
بُرا وقت آنے والا ہے، جدائی ہونے والی ہے

——— داغؔ

دمِ رخصت ہم اپنے آنسوؤں کو روک بھی لیتے
مگر یہ کارواں تیری رضا کے ساتھ چلتے ہیں

——— قتیلؔ شفائی

آپ کو جاتے ہوئے دیکھ کے سنبھلے گا نہ دل
اس کو باتوں میں لگا لوں تو چلے جائیے گا

——— نامعلوم

اپنے مرنے کا غم نہیں لیکن ہائے تجھ سے جدائی ہوتی ہے

——— بہادر شاہ ظفرؔ

دمِ فراق میں جی بھر کے تمہیں دیکھ تو لوں
یہ فیصلے کی گھڑی ہے، ذرا ٹھہر جاؤ

——— سیف الدین سیف

اِک صورت دل میں سمائی ہے، اک شکل ہمیں پھر بھائی ہے
ہم آج بہت سرشار سہی، پر اگلا موڑ جدائی ہے

——— اطہر نفیس

اب کے بچھڑے ہیں تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں
جیسے مُرجھائے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں

——— احمد فراز

ویراں ہے میکدہ، خم و ساغر اُداس ہیں
تم کیا گئے کہ رُوٹھ گئے دن بہار کے

——— فیض احمد فیض

غم

میری رُوداد غمِ ہجر کو تنہائی میں
میرے سرکار، ذرا سنیئے زبانی میری

—— پیکاں چاندپوری

یارب غمِ ہجراں میں اتنا تو کیا ہوتا
جو ہاتھ جگر پر ہے وہ دستِ دُعا ہوتا

—— چراغ حسن حسرت

تری وفا تری مجبوریاں بجا لیکن
یہ سازشِ غمِ ہجراں یہ سردتنہائی

—— احمد راہی

کردیا تُونے بے نیازِ وصال
اے غمِ ہجر تیری عمر دراز

—— شوکت تھانوی

یہ غم وہ غم ہے کہ جس پر نشاط ہو قرباں
غمِ فراق کو شرمندۂ وصال نہ کر

——— غلام رسول نازکی

محرمِ عیش میری طرح دوسرا کہاں
دل میں سرورِ وصل بھی آیا تو غم ہوا

——— احسان علی خاں احسان

وہی غم کی یورشیں ہیں وہی بیکسی کا عالم
تجھے پا کے بھی نہ جانے مجھے کیوں خوشی نہیں ہے

——— منظور رابندہ شہری

غمِ فراق کی تنہائیوں کی آہٹ پر
کشاں کشاں چلے آؤ بہت اندھیرا ہے

——— فراق گورکھپوری

موت اس کو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور
یوں ترا بیمارِ غم جو ہچکیاں لینے لگا

——— ذوق

کچھ تو کہو یہ کیا ہوا، تم بھی تھے ساتھ ساتھ کیا
غم میں یہ کیوں سرور تھا، درد نے کیوں مزا دیا

——— نامعلوم

پیہم غمِ فراق سے گھبرا گیا ہے دل
کچھ امتیازِ شام و سحر چاہتا ہوں میں

——— شکیل بدایونی

ضبطِ غمِ فراق کی مجبوریاں نہ پوچھ
دل میں کسی کا نام لیا اور رو دیئے

——— شمیم جے پوری

بہلائے گی کیا ہم کو یہ رنگینیٔ دنیا
ہم تیرے غمِ ہجر کے بہلائے ہوئے ہیں

——— فراق

لُٹ گئی کائناتِ غم لیکن
اک ترا غم ابھی سلامت ہے

——— کاوش بدری

ترے غم میں بہہ گیا ہے مرا ایک ایک آنسو
نہیں اب کوئی ستارا، جو چمک سکے گگن میں

——— قتیل شفائی

عرضِ غم نہ کر اے دل، دیکھ ہم نہ کہتے تھے
رہ گئے وہ 'اونہہ' کر کے سُن لیا جواب اُن کا

——— جگر

مرے اظہارِ غم کا کچھ تو لازم تھا جواب اُن کو
نہ کہتے 'ہاں'، مگر منہ سے 'نہیں' بھی تو نہیں نکلی

——— امیر مینائی

کہیں گونجے گی شہنائی تو لے گا درد انگڑائی
ہزاروں غم ترے غم کے بہانے یاد آئیں گے

——— جگر

○ یاد

یکلخت چونک اُٹھا ہوں جس دم پڑی ہے آنکھ
آئے تم آج بھُولی ہوئی یاد کی طرح

——— فراقؔ گورکھپوری

پھُول برسائیں بساطِ عیش پر
روزِ وصلِ یار کی باتیں کریں

——— چراغ حسن حسرتؔ

آگیا گر وصل کی شب بھی کہیں ذکرِ فراق
وہ ترا رو رو کے مجھ کو بھی رلانا یاد ہے

——— حسرتؔ موہانی

کرتے جو مجھے یادِ شبِ وصلِ عدو تم
کیا صبح کہ خورشید نہ تا شام نکلتا

——— مومنؔ

نہ جانے کیوں ہمیں اس دم تمہاری یاد آتی ہے
جب آنکھوں میں چمکتے ہیں ستارے شام سے پہلے

—— قتیل شفائی

تیرا خیال ہی مری یادوں کا حُسن تھا
عہدِ فراق نے تری صورت بھی چھین لی

—— سیف الدین سیف

چہرے کے پھول، زُلف کے سائے، بدن کی آنچ
کیا کیا سمیٹ لائی تری یاد کی ہوا

—— ساحر

ہوا کے رُخ پہ جلتا ہے، چراغِ آرزو اب تک
دلِ برباد میں اب بھی کسی کی یاد باقی ہے

—— رشی

بھلا بیٹھے ہو ہم کو آج لیکن یہ سمجھ لینا
بہت پچھتاؤ گے جس وقت ہم کل یاد آئینگے

—— اختر شیرانی

اس طرح دل میں چلی آتی ہیں یادیں تیری
جیسے صحرا میں غزالوں کے ہجوم آتے ہیں

——— سلیم بنارسی

جیون کے سفر میں راہی ملتے ہیں بچھڑ جانے کو
اور دے جاتے ہیں یادیں تنہائی میں تڑپانے کو

——— ساحر لدھیانوی

مسکرانے کا یہی انداز تھا　　جب کلی چٹکی تو وہ یاد آگئے

——— نامعلوم

اکیلی راتیں، اُداس منظر، یہ ٹھنڈی سانسیں، یہ گرم آنسو
کوئی نہیں ہے تو یادِ ماضی کہ آ تجھی کو گلے لگا لوں

——— شمیم کرہانی

ہم پہ ہو جائیں نہ کچھ اور بھی راتیں بھاری
یاد اکثر وہ ہمیں اب سرِ شام آتے ہیں

——— قتیل شفائی

شب کا یہ حال ہے کہ تری یاد کے سوا
دل کو کسی خیال سے راحت نہ ہو سکی

——— حسرت موہانی

چٹک رہی ہے کسی یاد کی کلی دل میں
نظر میں رقصِ بہاراں کی صبح و شام لئے

—— مخدوم

گزر چلی تھی دبے پاؤں شبِ تنہائی
ترا خیال جو آیا تو آنکھ بھر آئی

—— مخمور سعیدی

شب بھر انھیں کی یاد میں تارے گنا کئے
تارے سے دن کو بھی نظر آئیں تو کیا کروں

—— اختر شیرانی

یہ کس کے دل میں اے جذبِ محبّت کس کی یاد آئی
فضائیں تھرتھرا اٹھی ہیں، بول اٹھی ہے تنہائی

—— امیر مینائی

کسی کی یاد بھی لپٹی ہوئی ہے دامنِ دل سے
مری میّت پہ فانی نوحہ گر اک بیکسی کیوں ہو

—— فانی بدایونی

پھر وہی شام، وہی غم، وہی تنہائی ہے   دل کو سمجھانے تری یاد چلی آئی ہے

—— راجندر کرشن

میں اداس کیسے ہوتا تری بے وفائیوں پر
تری بے رُخی پہ مجھ کو تری اور یاد آئی

——— فرید صبا حی

شبِ فرقت سُلگ اُٹھی اُداسی پھوٹ کر روئی
کچھ اس انداز سے دل میں کسی کی یاد آئی ہے

——— نخشنر برنی

آتی ہے یاد اکثر، روتے ہیں بے بسی میں
اک بے وفا کو ہم نے چاہا تھا زندگی میں

——— جوش

دل تو کہتا ہے کہ مر جاؤں تری یاد لئے
ہوش کہتا ہے کہ ان سے بھی تو ملتے جاؤ

——— حاصل

رات تاریک ہے، خاموشی ہے، تنہائی ہے
آج یادوں کی بھی شمعیں نہیں روشن دل میں

——— اختر

تم یاد آرہے ہو ستارے گواہ ہیں یہ سب غریب ہجر کے مارے گواہ ہیں

——— سلام مچھلی شہری

وہ بگڑنا وصل کی رات کا، وہ نہ ماننا کسی بات کا

وہ نہیں نہیں کی ہر آن ادا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

——— مومن

اس طرح دل کی جلن اور فزوں ہوتی ہے

نہ دلاؤ مجھے بیتے ہوئے ایّام کی یاد

تسخیر احمد فہمی

جنوں کے سخت مراحل بھی تیری یاد کے ساتھ

حسیں حسیں نظر آئے، جواں جواں گزرے

——— جگر مرادآبادی

گزاری تھیں خوشی کی چند گھڑیاں انھیں کی یاد میری زندگی ہے

——— عندلیب شادانی

اے مرے خواب کی تعبیر، مری جانِ غزل

زندگی میری تجھے یاد کئے جاتی ہے

——— شکیل بدایونی

پھر پیرہن کے ہوتے ہیں ٹکڑے بہ رنگِ گُل

پھر مجھ کو آگئی کسی گل پیرہن کی یاد

——— مومن

لمحاتِ یادِ دوست کو صرفِ دُعا نہ کر
آتے ہیں زندگی میں یہ عالم کبھی کبھی

——— شکیل بدایونی

بیٹھے بٹھائے بزم میں کل رات، رو پڑے
بس یاد آگئی تھی کوئی بات، رو پڑے

——— قمر سلطانہ نگاہ

انکی یاد، انکی تمنا، ان کا غم
کٹ رہی ہے زندگی آرام سے

——— شکیل بدایونی

دل سے یوں انکی یاد گزری ہے
نکہتِ گُل کا کارواں جیسے

——— محسن زیدی

کس کی یاد آکر تجھے محوِ تحیر کر گئی
خود فراموشِ جنوں، اس وقت کس عالم میں ہے

——— تاجور نجیب آبادی

یہ تنہائی کی تاریکی تو بڑھتی اور بھی ہمدم
غنیمت ہے کہ یادوں سے چراغاں کر لیا میں نے

——— ساحر لدھیانوی

درد ویسے تو مستقل ہی تھا   یاد نے اور بھی اُبھار لے ہے

—— فیروز شاہد

یہ تری یاد ہے یا میری اذیّت کوشی
ایک نشتر سا رگِ جاں کے قریب آج بھی ہے

—— ساحر لدھیانوی

یاد آرہے ہیں جیسے وہ بیتے ہوئے وصال
چاہت کی چاندنی میں وہ تپتے ہوئے بدن

—— کرشن موہن

صبحِ فراق میں ہوئی قدرِ شبِ وصال
آیا ہے یاد پیری میں عالم شباب کا

—— ناسخ

ہاں ذرا تسکین ہو جاتی ہے اُن کی یاد سے
دل سے ہٹتا ہی نہیں لیکن جُدائی کا خیال

—— خضر برنی

آگیا کچھ یاد، دل بھر آیا، آنسو گر پڑے
ہم نہ روئے تھے تمہارے مسکرانے کے لئے

—— داغ

ہوگئی دل کو تری یاد سے اک نسبتِ خاص
اب تو شاید ہی میسّر کبھی تنہائی ہو

——— جگر مرادآبادی

وہ نہیں آتے نہ آئیں اس کی کچھ پروا نہیں
یاد اُن کی، اُن کی صورت، اُن کا نقشہ دل میں ہے

——— شباب

پھر دل کی خواب گاہ میں ماضی کا بانکپن
آواز دے رہا تھا کہ تم یاد آ گئے

——— نامعلوم

نہ کر ناز اے دلِ ناداں ابھی ترکِ محبّت پر
نصیبِ دشمناں جب کوئی یاد آیا تو کیا ہو گا

——— خمار بارہ بنکوی

خط آیا ہوئی دل کو تسلّی، لیکن دل تڑپنے لگا جب یاد تمہاری آئی

——— غالب

خیر سے دل کو تری یاد سے کچھ کام تو ہے
وصل کی شب نہ سہی ہجر کا ہنگام تو ہے

——— نامعلوم

رات، کیوں نبضِ جہاں رُک سی گئی تھی اے دوست
ہاں تری یاد میں مصروف تھے ہم، یاد آیا

——— عارف عباسی

وہ ہوائیں، وہ گھٹائیں، وہ فضا وہ اس کی یاد
ہم بھی مضرابِ الم سے سازِ دل چھیڑا کئے

——— جذبی

یہ بھیگی رات اور یہ برسات کی ہوائیں
جتنا بھلا رہا ہوں، وہ یاد آ رہے ہیں

——— آثر لکھنوی

دیکھ کر کالی گھٹا آنکھوں میں آنسو آ گئے
پھر کسی کی یاد نے اِک درد پیدا کر دیا

——— شعلہ

یاد پھر اس کی مرے دل میں اُبھر آئی ہے
شوقِ دیدار نے پلکوں پہ سجائے موتی

——— خضر برنی

تری یاد میں رات بھر جاگ کے   ستاروں کو بھی نیند آ جائے ہے

——— فراق گورکھپوری

میں خود ہوں ترے ہجرِ مسلسل کی شکایت
تیرا ہی تو عالم ہے تری یاد کا عالم

——— جگر مرادآبادی

صبر کریں گے تری یاد میں رونے والے
جھلملا جاتے ہیں انسان کی یادوں کے چراغ

——— سردار جعفری

یاد بھی تیری اک اظہارِ مسلسل ہے مگر
اپنے سینے سے لگائے ہوئے بیٹھا ہے کوئی

——— اختر شیرانی

یوں کر چکے وہ ترکِ رہ و رسمِ دوستی
جیسے ہم اُن کو یاد نہ آئیں گے کبھی

——— شفقت کاظمی

زندگی کے اُداس لمحوں میں   بے وفا دوست یاد آتے ہیں

——— فیض احمد فیض

تم آ گئے جب یاد تو کچھ بھی نہ رہا یاد
کب تم نے بھلایا مجھ کو، کب تم نے کیا یاد

——— جگن ناتھ آزاد

اب آپ آگئے ہیں تو آتا نہیں ہے یاد
ورنہ ہمیں کچھ آپ سے کہنا ضرور تھا

——— مظہر امام

اب اس کے سوا اور محبّت میں رہا کیا
آئی جو تری یاد تو آنسو نکل آئے

——— آخگر مشتاق

اب جفا ہے نہ وفا، یادِ وفا باقی ہے
تھی جہاں شمع، وہاں خاک ہے پروانے کی

——— فانی

حقیقت کھل گئی حسرت تری ترکِ محبّت کی
تجھے تو اب وہ پہلے سے بھی بڑھ کر یاد آتے ہیں

——— حسرت موہانی

بھیگی پلکوں کی قسم رات کی تنہائی میں
بھولنے والے تجھے ہم نے بہت یاد کیا

——— نیّر

مانوس ہو چلا تھا تسلّی سے حالِ دل پھر تم نے یاد آ کے بدستور کر دیا

——— حسرت موہانی

جانے والے کبھی نہیں آتے جانے والوں کی یاد آتی ہے

——— سکندر علی وجد

تمہاری یاد کے جب زخم بھرنے لگتے ہیں
کسی بہانے تمہیں یاد کرنے لگتے ہیں

——— فیض احمد فیض

کبھی ہم آہ بھرتے ہیں، کبھی فریاد کرتے ہیں
تجھے اے بھولنے والے ہم ابتک یاد کرتے ہیں

——— نامعلوم

بس اتنی داد دینا بعد میرے، میری الفت کی
کہ یاد آؤں تو اپنے آپ کو تم پیار کر لینا

——— تاجور نجیب آبادی

ابھی سے کیوں چھلک آئے تمہاری یاد میں آنسو
ابھی چھیڑی کہاں ہے داستانِ زندگی میں نے

——— تاباں القادری

وہ جو لطف مجھ پہ تھا پیشتر، وہ کرم جو تھا مرے حال پر
مجھے یاد ہے وہ ذرا ذرا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

——— مومن

جب تجھے دل سے بھلانے کی قسم کھائی ہے
اور پہلے سے زیادہ تری یاد آئی ہے

_____ رازؔ الہ آبادی

تری یاد میں ہوا جب سے گم، ترے گمشدہ کا یہ حال ہے
کہ نہ دور ہے، نہ قریب ہے، نہ فراق ہے، نہ وصال ہے

_____ اخترؔ شیرانی

اب بجھا دو یہ سسکتے ہوئے یادوں کے چراغ
ان سے کب ہجر کی راتوں کا اُجالا ہوگا

_____ خلیل الرحمٰن اعظمی

بیتے ہوئے کچھ دن ایسے ہیں   تنہائی جنھیں دہراتی ہے

_____ ساحرؔ لدھیانوی

نہ جانے اشک سے آنکھوں میں کیوں ہیں آئے ہوئے
گزر گیا ہے زمانہ تجھے بھلائے ہوئے

_____ فراقؔ

یہ کوئی یاد ہے، یہ بھی ہے کوئی محویت
ترے خیال میں تجھ کو بھی بھول جانا تھا

—— فراق گورکھپوری

رشک سے نام نہیں لیتے کہ سُن لے نہ کوئی
دل ہی دل میں اسے ہم یاد کیا کرتے ہیں

—— ناسخ

پی گئی کتنوں کا لہو تیری یاد　　غم ترا کتنے کلیجے کھا گیا

—— درد

جو بھولتی بھی نہیں، یاد بھی نہیں آتیں
تری نگاہ نے کیوں وہ کہانیاں نہ کہیں

—— فراق گورکھپوری

کس کا دیوانہ ہوں، کس کو یاد، مدت ہو گئی
پوچھنے والے تجھی سے ملتا جلتا نام تھا

—— آثر لکھنوی

یادِ ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

—— اختر انصاری

وہ نہیں بھولتا جہاں جاؤں   ہائے میں کیا کروں کہاں جاؤں

——— ناسخ

بیتے ہوئے دلکش لمحوں کی بھولی ہوئی یاد ایسے آئی
جیسے کوئی پریتم پردیسی سوتے میں اچانک آجائے

——— نشور واحدی

کسی کے ساتھ جب گزرے ہوئے دن یاد آتے ہیں
تو کچھ نشتر سے جیسے دل میں چبھ کر ٹوٹ جاتے ہیں

——— محسن زیدی

وہ کھلی زُلف، وہ کھلی باہیں   قید تھی یا نجات، یاد نہیں

——— ابراہیم فیض

دل میں اِک درد اُٹھا، آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانیئے کیا یاد آیا

——— صبا لکھنوی

ہمارے آگے ترا جب کسو نے نام لیا   دلِ ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا

——— میر

سامنے تیرے جیسے کوئی بات   یاد آ آ کے بھول جاتی ہے

——— فراق گورکھپوری

خیالِ یار بھی کھویا ہوا سا رہتا ہے
اب اُن کی یاد بھی آتی ہے بھول جانے کو

——— فانی

آئینہ میں وہ دیکھ رہے تھے بہارِ حُسن
آئی جو میری یاد تو شرما کے رہ گئے

——— حسرت

میں شکوہ بہ لب تھا مجھے یہ بھی نہ رہا یاد
شاید کہ مرے بھُولنے والے نے کیا یاد

——— جگر مرادآبادی

کون سا لفظ ترے واسطے ایجاد کروں
سوچتا ہوں تجھے کس نام سے میں یاد کروں

——— قتیل شفائی

یاد اِک زخم بن گئی ورنہ بھول جانے کا کچھ خیال تو تھا

——— عدم

دل سے خیالِ یار کو ٹالے ہوئے تو ہیں
ہم جان دے کے دل کو سنبھالے ہوئے تو ہیں

——— فانی بدایونی

پھر یہ کیسی کسک سی ہے دل میں　　تجھ کو مدت ہوئی کہ بھول چکا

——— فراق گورکھپوری

میں تجھ کو بھول چکا تھا مگر اک عمر کے بعد
ترا خیال کیا تھا کہ چوٹ ابھر آئی

——— احمد ندیم قاسمی

وابستہ میری یاد سے کچھ تلخیاں بھی تھیں
اچھا ہوا جو مجھ کو فراموش کر دیا

——— م حسن لطیفی

یہ زندگی کے کڑے کوس، یاد آتا ہے
تری نگاہِ کرم کا گھنا گھنا سایہ

——— فراق

نہیں آتی تو یاد اُن کی مہینوں تک نہیں آتی
مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں

——— حسرت

آتا نہیں خیال اب اپنا بھی اے جلیل
اک بے وفا کی یاد میں سب کچھ بھلا دیا

——— جلیل مانکپوری

کھیل رہا ہوں پُرانی یادوں سے
یہی تو آخری کوشش ہے بھُول جانے کی

—— احمد ندیم قاسمی

داغِ غم دل سے کسی طرح مِٹایا نہ گیا
میں نے چاہا بھی مگر تجھ کو بھُلایا نہ گیا

—— جذبی

غرض کہ کاٹ دیئے زندگی کے دن اے دوست
وہ تیری یاد میں ہوں، یا تجھے بھُلانے میں

—— فراق گورکھپوری

تری زُلفِ سیاہ کی یاد میں آنسو جھمکتے ہیں
اندھیری رات ہے، برسات ہے، جگنو چمکتے ہیں

—— میر تقی میر

زندگی وہ حسین لمحہ ہے جو تری یاد میں گزر جائے

—— ظفر بانو

شام بھی تھی دُھواں دُھواں، دل بھی تھا اُداس اُداس
دل کو کئی کہانیاں یاد سی آ کے رہ گئیں

—— فراق گورکھپوری

رات یوں دل میں تری کھوئی ہوئی یاد آئی
جیسے ویرانے میں چُپکے سے بہار آجائے
جیسے صحراؤں میں ہولے سے چلے بادِ نسیم
جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آجائے

——— فیض احمد فیض

یاد آئے تم تو ہنس کر صبح نے جھڑکا مجھے
پھر گئے آنسو مری پلکوں تلک آتے ہوئے

——— ہمایوں

ہو نہ ہو دل کو ترے حُسن سے کچھ نسبت ہے
جب اُٹھا درد تو کیوں میں نے تجھے یاد کیا

——— جذبی

دل غم سے جو کہتا ہے محبّت کا بُرا ہو
ایسے میں تری یاد جو آجائے تو کیا ہو

——— حسرت

وہ پھول سے لمحے بھاری ہیں اب یاد کے نازک شانوں پر
جو پیار سے تم نے سونپے تھے آغاز میں اِک دیوانے کو

——— قتیل شفائی

جاتی ہے گزر جی پر اس وقت قیامت سی
یاد آوے ہے جب تیرا یکبارگی آجانا

——— میر تقی میر

تم، وہ تم ہی نہ رہو، بھول سکوں گر تم کو
میں، وہ میں ہی نہ رہوں، تم جو کرو یاد مجھے

——— آلِ رضا رضا

ایک مدت سے تری یاد بھی آئی نہ ہمیں
اور ہم بھول گئے ہوں۔ تجھے ایسا بھی نہیں

——— فراق گورکھپوری

کبھی ہم میں تم میں بھی چاہ تھی، کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

——— مومن

رنج، غم، درد، الم، یاس، تمنّا، حسرت
اک تری یاد کے ہونے سے ہے کیا کیا دل میں

——— جوش ملیح آبادی

یاد اسکی اتنی خوب نہیں میر باز آ   نادان پھر وہ جی سے بھلایا نہ جائیگا

——— میر

جب تجھے یاد کر لیا صبح مہک مہک اُٹھی
جب ترا غم جگا لیا، رات مچل مچل گئی

——— فیض احمد فیض

ایسے لمحے بھی گزارے ہیں تری فرقت میں
جب تری یاد بھی اس دل پہ گراں گزری ہے

——— سیف الدین سیف

جسکو تم بھول گئے، یاد کرے کون اسکو جسکو تم یاد ہو وہ اور کسے یاد کرے

——— جوش ملیح آبادی

ہم تمہیں یاد بھی آئیں تو کبھی بھولے سے
تم ہمیں بھول بھی جاؤ تو بہت یاد کریں

——— آغا شاعر

اُن کی فطرت ہے کہ مجھ کو بھول جاتے ہیں، مگر
میری عادت ہے کہ اُن کو یاد کر لیتا ہوں میں

——— حفیظ جالندھری

اے مرے دردمند دل، سن میری ایک بات سُن
اس کو نہ بھولنا کبھی، جس نے تجھے بھلا دیا

——— آسی الدنی

میں آج صرف محبت کے غم کروں گا یاد
یہ اور بات ہے تیری بھی یاد آجائے

——— فراق گورکھپوری

حسین یادوں کی شمع مجھے جلانے دو   مزار ہیں مرے سینے میں آرزوؤں کے

——— اختر انصاری

کر رہا تھا غمِ جہاں کا حساب   آج تم یاد بے حساب آئے

——— فیض احمد فیض

آنکھوں میں چھپائے پھر رہا ہوں   یادوں کے بجھے ہوئے سویرے

——— ناصر کاظمی

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا   جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

——— مومن

اُجالے اپنی یادوں کے ہمارے پاس رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

——— بشیر بدر

مٹ چکے ذہن سے سب یادِ گزشتہ کے نقوش
پھر بھی اک چیز ہے ایسی جو فراموش نہیں

——— جگر مرادآبادی

کبھی ہم آہ بھرتے ہیں، کبھی فریاد کرتے ہیں
تجھے اے بھولنے والے، ہم اب تک یاد کرتے ہیں

——— نامعلوم

شب وہی شب ہے، دن وہی ہے دن   جو تری یاد میں گزر جائے

——— حسرت موہانی

یہ کس کی یاد ہوئی بے قرار آنکھوں میں
سمٹ گئی ہے شبِ انتظار آنکھوں میں

——— کیف احمد صدیقی

اے دل کبھی کبھی تو خود آتی ہے اُن کی یاد
کمبخت بار بار نہ آئے تو کیا کروں

——— عدم

ہچکیاں کیوں آ رہی ہیں اے دلِ ناشاد مجھے
شاید اُس شوخ نے بھولے سے کیا یاد مجھے

——— نامعلوم

کچھ نقش تری یاد کے باقی ہیں ابھی تک
دل بے سروساماں سہی، ویراں تو نہیں

——— انجم مرتضے

اُڑتے ہوئے لمحوں کے دامن میں تیری یاد کی خوشبو ہے
پچھلی رات کا چاند ہے، یا ہے عکس تری انگڑائی کا

——— کلیم عثمانی

شبِ فرقت میں یاد اُس بے خبر کی بار بار آئی
بُھلانا ہم نے بھی چاہا مگر بے اختیار آئی

——— حسرت

دلِ زار کس کی خاطر تو تڑپ اُٹھا اچانک
ترا کون ہے جہاں میں، تجھے کس کی یاد آئی

——— نامعلوم

کچھ وقت کٹ گیا جو تری یاد کے بغیر ہم پر تمام عمر وہ لمحے گراں رہے

——— سیماب اکبر آبادی

کچھ یاد کر کے آنکھ سے آنسو نکل پڑے
مدّت کے بعد گزرے جو اُس کی گلی سے ہم

——— نواب سعید

ہم میں ہی تھی نہ کوئی بات، یاد نہ تم کو آسکے
تم نے ہمیں بھلا دیا، ہم نہ تمہیں بُھلا سکے

——— حفیظ جالندھری

وہ ایک لمحہ جسے کھو دیا محبّت نے   اُسے تلاش کروں گا، تجھے بُھلا دوں گا

——— ثاقب فاروقی

کتنے ناداں ہیں ترے بُھولنے والے کہ تجھے
یاد کرنے کے لئے عمر پڑی ہو جیسے

——— احمد فراز

دنیا میں ہیں کام بہت   مجھ کو اتنا یاد نہ آ

——— حفیظ ہوشیارپوری

ہر چند ترا عہدِ وفا بھُول گئے ہم   وہ کشمکشِ صبر طلب یاد رہے گی

——— ناصر کاظمی

کچھ نہ تھا یاد بجز کارِ محبت اک عمر
وہ جو بگڑا ہے تو اب کام کئی یاد آئے

——— جمیل الدین عالی

دل کا ہر گوشہ تمہاری یاد سے آباد ہے
مجھ کو سب کچھ بھول جانے پر بھی سب کچھ یاد ہے

——— عندلیب شادانی

تیری یادوں کی روشنی میں دوست   زندگی راہ دیکھ لیتی ہے

——— امرت المعروف نسرین

کبھی ہم یاد کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے

وہ دن گزرے تھے شاید گردشِ ایام سے پہلے

——— اختر راہ پوری

مدتیں گزریں تری یاد بھی آئی نہ ہمیں

اور ہم بھول گئے ہوں تجھے ایسا بھی نہیں

——— فراقؔ گورکھپوری

پھر تری یاد کے دم سے پلٹ آیا ماضی

پھر وہی صبح ہوئی، پھر وہی بادل چھایا

——— احمد ندیم قاسمی

تم تھے اک دوزیرے پہلو میں وہ بھی کیا مختصر کہانی تھی

وقت اک لمحۂ گریزاں تھا رات اک چھوٹی جوانی تھی

——— ثاقب

ابھی ابھی تمہیں سوچا تو کچھ نہ یاد آیا

ابھی ابھی تو ہم اک دوسرے سے بچھڑے تھے

——— احمد ندیم قاسمی

یادِ ماضی کے سوا کون ہے آنے والا میرے دروازے پہ پہرہ نہ بٹھاؤ لوگو

——— اختر نظمی

چٹک رہی ہے کسی یاد کی کلی دل میں
نظر میں رقصِ بہاراں کی صبح و شام لئے

——— مخدوم

آج کی رات تو یادوں کا سہارا بھی نہیں
آج تنہا نہ مجھے چھوڑ کے جاؤ لوگو

——— اختر نظمی

اپنے رونے پہ کچھ آیا جو تبسّم مجھ کو
یاد نے اس کی کہا بھول گئے تم مجھ کو

——— داغ

نکل جاتے ہیں آنسو، جب تمہاری یاد آتی ہے
زمانہ مسکراتا ہے، محبّت روٹھ جاتی ہے

——— قمر مرادآبادی

زمانہ بدلا، مٹی جوانی، نہ وہ محبّت، نہ زندگانی
وہ ایک بھولی سی یاد ہے جو برنگِ داغِ کہن ہے باقی

——— اختر شیرانی

حال کی بے مہینیوں کو دیکھ کر عہدِ ماضی کی مجھے یاد آگئی

——— بساط لکھنوی

ہجر و وصال

نے تابِ ہجر میں، نہ آرام وصل میں
کم بخت دل کو چین نہیں ہے کسی طرح

——— مومن

دیکھ ڈالے زندگی میں وصل و فرقت کے طلسم
غم کبھی ایسا نہ تھا، راحت کبھی ایسی نہ تھی

——— نوبت رائے نظر

ہموں نے ہجر سے کچھ وصل میں دھڑکے بہت دیکھے
ہمارے حق میں اس راحت سے وہ آزار بہتر تھا

——— انعام اللہ خاں یقین

غیر عہدِ وصل میں آزارِ ہجراں لے چلا
مجھ سے جو لینا تھا جس کو وہ مری جاں لے چلا

——— احسن مارہروی

قاصد! مریضِ ہجر سدھارا جہان سے
اب کے پیامِ وصل کا جادو نہ چل سکا

——— شاد عظیم آبادی

وصال و ہجر سے کیا، عشق سے سنبھل نہ سکیں
تری نگاہ میں ایسی ندامتیں نکلیں

—— حامد عزیز مدنی

جس کو نہ تابِ ضبط ہو بارِ وفا اُٹھائے کیوں
وصل میں انتظار کیا، ہجر میں ہائے ہائے کیوں

—— سیماب اکبر آبادی

خواب تھا یا خیال کیا تھا ہجر تھا یا وصال کیا تھا

مصحفی ——

ہے یہی شہرِ نگاراں وصل و فرقت کا دیار
میری دوزخ بھی یہیں ہے میری جنّت بھی یہیں

مظہر امام ——

وصل کی شب بھی میں نہ سویا آہ
شبِ ہجراں کے خوف کا مارا

—— الٰہی بخش معروف

دونوں ہجر میں رو دیتے ہیں، دونوں وصل کے طالب ہیں
حسن بھلا کیسے پہچانے، عشق ہوس کی بات نہیں

—— حفیظ جالندھری

ہجر تو ہجر تھا اب دیکھئے کیا بیتے گی
اس کی قربت میں کئی درد نئے اور بھی ہیں

———— خلیل الرحمٰن اعظمی

وہ آئے تو حیات کے گیسو سنور گئے — وہ چل دیئے تو موت کا پیغام آ گیا
ہجر اُن کا بنا، سببِ مرگِ ناگہاں — ناحق اجل کے سر پہ یہ الزام آ گیا

———— سہیل مرادآبادی

وصل کی تفسیر یوں لکھی کہ سرخوش کر دیا
ہجر کی تصویر وہ کھینچی کہ دل گھبرا گیا

———— سیماب اکبرآبادی

وہ تیرا وصل جیسے جنّتِ نشاط کہیں
وہ تیرا ہجر کہ جینا عذاب ہوتا ہے

———— اکمل جالندھری

دیکھ لے بلبل و پروانہ کی بیتابی کو
ہجر اچھا نہ حسینوں کا وصال اچھا ہے

———— امیر مینائی

ہے جو منسوب اہلِ دل سے روش — وہ فراق و وصال ہے کچھ اور

———— روش صدیقی

اگر نظر میں وہ تصویر کھُب گئی ہوتی
تو دن وصال کا، یہ رات ہجر کی ہوتی

——— بہار الہ آبادی

فکرِ وصال و ہجر کا صدمہ اُٹھائیے
اِس چند روزہ زیست میں کیا کیا اُٹھائیے

——— شہاب الدین ثاقب

بیاں ہم وصل میں کرتے جو دردِ ہجر سے مرنا
تو وہ کہتا خدا شاہد ہے اس کا ہم بھی مرتے ہیں

——— جرأت

مرا ذوق بھی، مرا شوق بھی، ہے بلند سطحِ عوام سے
ترا ہجر بھی، ترا وصل بھی، مرے دردِ دل کی دوا نہیں

——— جگر

ملالِ ہجر و عیشِ وصل کیا ہے نہ یہ باتیں نہ وہ باتیں رہی ہیں

——— شفقت کاظمی

عالمِ سوز و ساز میں، وصل سے بڑھ کے ہے فراق
وصل میں مرگِ آرزو، ہجر میں لذّتِ طلب

——— اقبال

پھر وہی رات، وہی ہم، وہی تنہائی ہے
پھر ہر اک چوٹ محبت کی ابھر آئی ہے

——— جگر مرادآبادی

وصل کی شب تھی تو کس درجہ سبک گزری ہے
ہجر کی شب ہے تو کیا سخت گراں ٹھہری ہے

——— فیض احمد فیض

منظور ہو تو وصل سے بڑھ کر ستم نہیں
اتنا رہا ہوں دور کہ ہجراں کا غم نہیں

——— مومن

یاد سب کچھ ہیں مجھے ہجر کے صدمے ظالم
بھول جاتا ہوں مگر دیکھ کے صورت تیری

——— داغ

صدا ہے در پہ کچھ پیغامبر کی سی خدا جانے
نویدِ وصل ہے یا ہجر کا پیغام لے آیا

——— میر سوز

وصل ہے ان کی ادا، ہجر ہے ان کا انداز
کون سا رنگ بھروں عشق کے افسانے میں

——— محروم

وصل میں پوچھنے بیٹھے ہو تم افسانۂ ہجر
میں ذرا تم کو گلے اپنے لگا لوں تو کہوں

——— ریاض خیر آبادی

وصل میں بے خود رہا اور ہجر میں بیتاب ہے
اس دِوانے دل کو رُسوا کس طرح سمجھایئے

——— رُسوا

جن کی دُوری میں یہ لذّت ہے کہ بیتاب ہے دل
آ گئے وہ جو کہیں پاس تو پھر کیا ہو گا

——— شاعر لکھنوی

وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی نظر میں اب تک سما رہے ہیں
یہ چل رہے ہیں، وہ پھر رہے ہیں، یہ آ رہے ہیں، وہ جا رہے ہیں

——— جگر

آئے تو یُوں کہ جیسے ہمیشہ تھے مہرباں
بھُولے تو یوں کہ گویا کبھی آشنا نہ تھے

——— فیض احمد فیض

صبحِ عشرت ہے وہ نہ شامِ وصال — ہائے کیا ہو گیا زمانے کو

——— مومن

آئے تھے دل کی پیاس بجھانے کے واسطے
اِک آگ سی وہ اور لگا کر چلے گئے

——— جگر

دل انھیں ترستا ہے جب وہ دُور ہوتے ہیں
جب قریب ہوتے ہیں، آنکھ انھیں ترستی ہے

——— رشی پٹیالوی

ہجر سے شاد وصل سے ناشاد کیا طبیعت جگر نے پائی ہے

——— جگر

ان کا آنا حشر سے کچھ کم نہ تھا اور جب پلٹے قیامت ڈھا گئے

——— احمد ندیم قاسمی

ساجن ہم سے ملے بھی لیکن ایسے ملے کہ ہائے
جیسے سُوکھے کھیت سے بادل بِن برسے اُڑ جائے

——— جمیل الدین عالی

آج انھیں مہرباں پا کر خوش ہوئے اور جی میں ڈر بھی گئے

——— فراق گورکھپوری

تیرا ملنا خوشی کی بات سہی تجھ سے مل کر اداس رہتا ہوں

——— ساحر لدھیانوی

وصل ہو یا فراق ہو اکبر　　جاگنا رات بھر مصیبت ہے

—— اکبر الہ آبادی

وصالِ دائمی کیا ہے شبِ فرقت میں مرجانا
قضا کیا ہے، دلی جذبات کا حد سے گزر جانا

—— عزیز لکھنوی

وصل میں ہجر کا دھڑکا سا لگا رہتا ہے
شام سے پھرتی ہے آنکھوں میں مری صورتِ صبح

—— آتش

دُعا تو لب پہ ہے وصلِ حبیب کی لیکن
یہ ہائے ہائے کی لذّت کہاں سے لاؤں گا

—— جگن ناتھ آزاد

رہا ہے تُو مرے پہلو میں اک زمانے تک
مرے لئے تو وہی عین ہجر کے دن تھے

—— فراق

ہجر میں وصل کا ملتا ہے مزا عاشق کو
شوق کا مرتبہ جب حد سے گزر لیتا ہے

—— آتش

کہتی ہے وصل کی شب وہ نگہِ خواب آلود
ختم ابھی قصۂ بے تابیٔ ہجراں نہ ہوا

——— فراقؔ گورکھپوری

شبِ وصال بہت کم ہے آسماں سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شبِ جُدائی کا

——— امیرؔ مینائی

وصل میں ہجر کا خیال بھی ہے　　دل کو شادی بھی ہے ملال بھی ہے

——— احقرؔ عظیم آبادی

خوش ہوتے ہیں، پر وصل میں یُوں مر نہیں جاتے
آئی شبِ ہجراں کی تمنا مرے آگے

——— غالبؔ

وقت تو دو ہی کٹھن گزرے ہیں ساری عمر میں
اِک ترے آنے سے پہلے اِک ترے جانے کے بعد

——— نامعلوم

وصال و ہجر کا ایسوں کے کچھ ٹھکانا ہے
کہ جا کے بھی جو نہ آئیں اور آ کے بھی جو نہ جائیں

——— نسراقؔ

مجھ سا تو ہجر میں کوئی بیمار ہی نہ تھا
وہ آگئے تو پھر کوئی آزار ہی نہ تھا

—— شاد عظیم آبادی

ہجر جاں کا زیاں، وصل مرگِ جنوں
جیتے رہنے کا امکان، یوں ہے نہ یوں

—— ضیا جالندھری

مجھ سے جدا ہوئے تو وہ مجھ سے جدا نہ رہ سکے
آئینۂ فراق کو عکسِ وصال دے گئے

—— عطاء الرحمٰن جمیل

جبر سے ایک ہوا ذائقۂ ہجر و وصال
اب کہاں سے وہ مزا صبر کے پھل میں آئے

—— ناصر کاظمی



ہمارے دیگر شعری مجموعے

اردو شاعری کی رنگینیاں	مرتبہ: پرکاش پنڈت	۲-۵۰
اردو غزل کے نئے رنگ	مرتبہ: پرکاش پنڈت	۲-۵۰
حُسن و عشق	مرتبہ: پرکاش پنڈت	۲-۰۰
اُستاد شاعروں کا کلام	مرتبہ: پرکاش پنڈت	۲-۰۰
میخانہ	مرتبہ: پرکاش پنڈت	۲-۰۰
اُردو کی بہترین رومانی نظمیں	مرتبہ: پرکاش پنڈت	۱-۵۰
اُردو کی بہترین غزلیں	مرتبہ: پرکاش پنڈت	۱-۵۰
بہترین رباعیاں اور قطعے	مرتبہ: پرکاش پنڈت	۱-۰۰
۱۹۶۶ء کی منتخب شاعری	مرتبہ: پرکاش پنڈت	۱-۰۰
پاکستان کی اُردو شاعری	مرتبہ: پرکاش پنڈت	۱-۰۰
گلکاریاں	فراقؔ گورکھپوری	۱-۰۰

ہند پاکٹ بکس پرائیویٹ لمیٹڈ

جی - ٹی - روڈ ، شاہدرہ ، دہلی ۳۲

دل میں سوز و گداز پیدا
کر دینے والے ہجر و وصال
سے متعلق مختلف شاعروں
کے منتخب شعروں کا لاجواب
مُرقّع ایک پڑھیئے۔ ایک سے ایک
پھڑکتا ہوا شعر اور مستند مرتّب
کی داد دیجئے۔

ہند
پاکٹ
بکس

